تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا

اے بے خبراں بخدمت فرقاں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

# ماہنامہ الفرقان ربوہ

اکتوبر ۱۹۶۶ء

مدیر مسئول
ابو العطاء جالندھری

# حضرت قاضی اکمل صاحب رض کی رحلت

سلسلہ احمدیہ کے پرانے بزرگ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیرینہ صحابی، صحافت احمدیت کے ایک بنیادی ستون حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

حضرت قاضی صاحب کو سلسلہ کے معترضین کے اعتراضوں کے جواب دینے کا بہت ملکہ تھا۔ نظم و نثر میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ ایک بہت بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ جماعت کے نونہالوں کی صحافتی تربیت اور ان کی حوصلہ افزائی کرنے میں بے مثال فرد تھے۔ خود بھی تہائی صدی تک قلم کے ذریعہ خدمت کرتے رہے اور بہت سے نئے لکھنے والے پیدا کر گئے۔ اس ضمن میں حضرت مولانا شمس صاحب اور خاکسار کو بھی یہ فخر حاصل ہے کہ حضرت قاضی صاحب نے مضمون نویسی میں ہماری بہت حوصلہ افزائی فرمائی تھی جس کا احساس تا زندگی قائم رہے گا اور حضرت قاضی صاحب کے درجات کی بلندی کے لئے ہم دعاگو رہینگے رضی اللہ عنہ و ارضاہ۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ ملکہ بھی عطا فرمایا تھا۔ کہ موقعہ کے مناسب فوراً نظم کہہ سکتے تھے مصرع تاریخ نکالنے میں بھی آپ کو ممتاز مقام حاصل تھا۔

---

یوم خلافت کے موقعہ پر ہمیشہ آپ کی نظم پڑھی جاتی تھی۔ الفرقان کے مسودہ جات سے آپ کی اس ضمن میں جو آخری نظم ملی ہے اسے بطور یادگار درج کیا جاتا ہے۔

۱- یہ وہ دن ہے کہ ہم پر پھر ہوئی ہے رحمت باری* کہ منہاج نبوت پر خلافت ہو گئی جاری
۲- یہی قرآن سے ثابت، یہی واضح ہے سنت سے* یہی نکلے مسیحائے محمد کی وصیت سے
۳- اسی پر ہم ہوئے قائم خلافت ہم میں ہو دائم* تو بہرہ ور رہیں گے ہم خلیفوں کی ہدایت سے
۴- جو نشأۃ ثانیہ اسلام کی موقوف ہے اس پر* تو اپنا کام ہے اکمل حفاظت سے اشاعت سے
۵- خدا کا نور چھایا، مصلح موعود کو پایا* تو اب توحید پھیلے گی ھو الناصر کی نصرت سے

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب کے درجات بلند فرمائے۔ آمین
(ابو العطاء جالندھری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم


| جلد ۱۶ | ماہنامہ **الفرقان** ربوہ | جمادی الثانیہ ۱۳۸۶ ہجری قمری |
| --- | --- | --- |
| شمارہ ۱۰ | بماہ اکتوبر ۱۹۶۶ء | اخاء ۱۳۴۵ ہجری شمسی |


## ایک تبلیغی اور تربیتی مجلّہ

# الفہرست


| | | |
| --- | --- | --- |
| • شذرات | ایڈیٹر | ص ۲ |
| • جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی سے قصرِ عیسائیت میں زلزلہ | جناب شیخ نور احمد صاحب منیر سابق مبلغ بلادِ عربیہ | ۹ |
| • ایک استفسار (نظم) | جناب چوہدری عبدالسلام صاحب اختر ایم۔اے | ۲۴ |
| • قادیان کے آخری جوابات کا جائزہ | جناب مولوی محمد اجمل صاحب شاہد ایم۔اے کراچی | ۲۵ |
| • ماہر القادری کے جواب میں دو زبردست شہادتیں | جناب پیرزادہ بشیر احمد صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر اوچ شریف | ۳۰ |
| • واضح آسمانی شہادت | عطاء المجیب راشد ایم۔اے | ۳۲ |
| • "بعض افراد" کے متعلق پیغام صلح کے اعتراض کا جواب | جناب مولوی سید احمد علی صاحب فاضل سیالکوٹی | ۳۴ |
| • باپ اور بیٹے میں اختلاف (ایک پادری سے دلچسپ گفتگو) | جناب میاں روشن الدین صاحب صراف اوکاڑہ | ۳۸ |
| • ذبیح اللہ کون تھا، حضرت اسمٰعیلؑ یا حضرت اسحٰقؑ؟ | محترمہ سیدہ منصورہ صاحبہ لاہور | ۳۹ |
| • تربیت کی اہمیت | عطاء الکریم شاہد بی۔اے | ۴۰ |
| • گلدستۂ عقیدت (فارسی نظم) | جناب محمد ابراہیم صاحب شاد | ۴۱ |
| • تصویر کے متعلق علماء کے قول و عمل میں تضاد | (منقول از شہاب لاہور) | ۴۲ |
| • ایک ضروری خط | جناب سید سجاد احمد صاحب | ۴۵ |
| • الفرقان کے خاص نمبر پر تبصرہ | فاضل مدیر "لاہور" لاہور | ۴۶ |



## سالانہ چندہ (پیشگی)

پاکستان و بھارت :- چھ روپے

دیگر ممالک :- تیرہ شلنگ

تاریخ اشاعت :- ہر ماہ کی دس تاریخ

## ایڈیٹرز

ابوالعطاء جالندھری

عطاء الکریم شاہد بی۔اے

عطاء المجیب راشد ایم۔اے

# شذرات

## حکومت اور باشندگانِ پاکستان کے لئے "قابلِ توجہ بات"

حیدر آباد (پاکستان) کا معتدل مجلہ الرحیم لکھتا ہے کہ :-

"قاہرہ کے روزنامہ الاہرام میں اخوان مسلمین کے ان رہنماؤں کے مقدمے کی جو روداد چھپی ہے وہ ہماری نظر سے گزری ہے۔ اس روداد سے معلوم ہوتا ہے کہ ان رہنماؤں پر جن الزامات کی بنا پر مقدمہ چلایا گیا تھا وہ تمام تر سیاسی نوعیت کے تھے اور دینی عقائد و اعمال سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا۔ ان الزامات میں غلط یا صحیح تشدد اور مسلح قوت کے ذریعہ حکومت کا تختہ الٹنے کا بھی الزام تھا۔ اس ضمن میں ایک قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ عدالت میں سید قطب مرحوم و مغفور کے سامنے جب ان کے وہ بیانات دہرائے گئے جن میں انہوں نے موجودہ نظام کو سرتاسر جاہلی قرار دیا ہے اور اسے بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کو ہی اس دور میں اسلام کا صحیح منصب و مقصد بتایا ہے تو ان سے پوچھا گیا کہ انہوں نے یہ خیالات کہاں سے اخذ کئے ہیں۔ اس سلسلے میں عدالت نے مولانا مودودی کا نام لیا اور کہا کہ کیا آپ نے موصوف کی کتابوں سے یہ خیالات لئے ہیں؟ تو سید قطب نے کہا کہ بے شک ایک حد تک۔"

اس امر واقعہ کے بیان کے بعد فاضل مدیر الرحیم لکھتے ہیں کہ :-

"عہد حاضر کے پورے کے پورے نظام کو سرتاسر جاہلی قرار دینا اور اسے جڑ بنیاد سے کھود کر اس کی جگہ ایک اور نظام لانا جسے بزعم خود خالص اسلام کا نام دیا جائے اور اس کے سوا باقی سب کچھ غیر اسلامی ہو اور اس زمانے میں اسلام کی اصلی و حقیقی غرض و غایت صرف اسے ہی سمجھنا بڑا خطرناک تصور ہے اور جب یہ ایک عملی اور فعال تحریک

کی شکل اختیار کرتا ہے تو تشدد
اس کا لازمی نتیجہ ہوتا ہے خواہ
زبان سے جمہوریت اور عوام کا کتنا
بھی نام لیا جائے۔

ہمارے ہاں جو گروہ اس نہج پر
سوچتے ہیں اور اسلام کے نام سے
عوام کو گرویدہ بناتے اور اس طرح
مسندِ اقتدار تک پہنچنے کے
منصوبے رکھتے ہیں ان کے لئے
مصر کے اِن المناک واقعات میں بڑی
عبرت ہے۔" (مجلہ الرحیم اکتوبر ۶۶ء)

**الفرقان:** ہمارے نزدیک مودودی صاحب اور ان کی جماعت کا تو اپنے "منصوبوں" سے باز آجانا بظاہر ناممکن ہے مصر کے المناک واقعات کی روشنی میں حکومتِ پاکستان اور اِس ملک کے صاحبِ فکر باشندوں کے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔!

## ۲۔ مودودی رسالہ فاران کی جماعت احمدیہ کو دھمکی

ماہر القادری صاحب نے لکھا ہے کہ:۔

"پاکستان بن جانے کے بعد یہاں کے
معاشرے میں افسوس ہے کہ کوئی دینی
انقلاب پیدا نہیں ہوا۔ انگریزوں کے
بنائے ہوئے خطوط پر یہ قافلہ رواں
دواں ہے۔ یہاں جب اسلامی حکومت
قائم ہوگی اُس وقت قادیانیوں کی
حیثیت متعین کی جائے گی کہ ان کا
کفر و ارتداد کس سلوک کا مستحق ہے
اور اسلامی حکومت میں ان کا شہری موقف
کیا ہے؟" (فاران کراچی ستمبر ۶۶ء صفحہ ۱۷)

**الفرقان:** مجلہ الرحیم کے اُوپر کے اقتباس سے عیاں ہے کہ مودودی صاحبان کے نزدیک "دینی انقلاب" سے صرف یہ مراد ہے کہ مودودی صاحب کی حکومت قائم ہو جائے۔ جب تک مودودی صاحبان کے ہاتھ میں زمامِ اقتدار نہ ہوگی وہ پاکستان میں مسلمانوں کی کسی سلطنت کو "اسلامی حکومت" تسلیم نہیں کریں گے۔ مودودی صاحبان کا یہ نظریہ پاکستان کے لئے سخت خطرناک ہے۔ جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے وہ کوئی سیاسی تنظیم نہیں، وہ کوئی دنیوی انجمن نہیں۔ وہ تو خدا کے مامور کی جماعت ہے۔ اس کی حفاظت خود خدا کرتا ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنے مخالفوں سے فرمایا تھا ؎

اے آنکہ سُوئے من بدویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخِ مثمرم

آج بھی ہم مدیر فاران اور اس کے ہم خیال مودودی صاحبان سے یہی کہتے ہیں ہماری تو یہی دعا ہے اللّٰھم انا نجعلک فی نحور الاعداء و نعوذ بک من شرورھم۔ ہاں مدیر فاران سے اتنا عرض کرنا ضروری ہے کہ مودودی صاحبان کو انہیں کافر و مرتد قرار دینے والے "علماء کرام" کے سلوک کا بھی فکر کرنا چاہیئے۔

## ۳۔ "مسیحی اور اسلامی قانونِ جنگ کا ایک پہلو"

عیسائی رسالہ اخوت لاہور بابت ستمبر ۱۹۶۶ء نے لکھا ہے:۔

"الفرقان ربوہ اپنے "جہاد نمبر" بابت
جون و جولائی ۱۹۶۶ء میں اس عنوان کے
تحت "اسلامی قانونِ جنگ" کی مسیحیت
پر برتری ثابت کرتا ہوا یوں رقمطراز فرماتا
ہے :- یہودیوں اور مسیحیوں کو جو احکام
دیئے گئے وہ حسب ذیل ہیں :-

(۱) "وہاں کے ہر ایک مرد کو تلوار کی
دھار سے قتل کر" (استثناء ۲۰: ۱۳)

(۲) "کسی چیز کو جو سانس لیتی ہے جیتا
نہ چھوڑیو" (استثناء ۲۰: ۱۶)

(۳) "تو انہیں مار لیو اور حرم کیجیو۔
نہ اُن سے کوئی عہد کریو اور نہ
ان پر رحم کریو" (استثناء ۷: ۲)

(۴) "اُن کے گھنے باغوں کو کاٹ ڈالیو"
(استثناء ۷: ۶)

(۵) "سارے مردوں کو قتل کیا ....
اور بنی اسرائیل نے مدیان اور
ان کے بچوں کو اسیر کیا .... اور
ان کے سب قلعوں کو پھونک دیا"
(گنتی ۳۱: ۱۷-۱۸) "

اس اقتباس کو نقل کرنے کے بعد مدیر اخوت
لکھتے ہیں کہ :-

"قطع نظر اس سے کہ یہ اقتباس کسی
قدیم ترجمہ بائیبل سے ماخوذ ہیں۔ مدیر
محترم کو واضح ہو کہ یہ سب احکام موسوی
شریعت کے ماتحت بنی اسرائیل یعنی
یہود کو اُن کے ابتدائی ایام میں دیئے
گئے۔ ان کا مسیحیت سے کوئی واسطہ
نہیں۔ آپ نے اپنے قارئین کو محض مغالطہ
دہی کی غرض سے انہیں مسیحیت سے
منسوب کیا ہے۔ خداوند مسیح کی تعلیم
اس بارے میں نہایت واضح ہے۔ ملاحظہ
ہو :-

"اور دیکھو یسوع کے ساتھیوں میں سے
ایک نے ہاتھ بڑھا کر اپنی تلوار کھینچی اور
سردار کاہن کے نوکر پر چلا کر اس کا
کان اُڑا دیا۔ یسوع نے اس سے
کہا اپنی تلوار کو میان میں کر لے کیونکہ
جو تلوار کھینچتے ہیں وہ سب تلوار سے
ہلاک کئے جائیں گے" (متی ۲۶: ۵۱-۵۲
ولوقا ۲۲: ۴۹-۵۲) مقدس یوحنا نے
بھی اس واقعہ کا حوالہ باب ۱۸، آیت
۲۶ میں دیا ہے۔ اس سے مسیحیت کی
پوزیشن آپ کو خوب معلوم ہو گئی ہو گی۔
حضرت! ہم مسیحی موسوی شریعت
کے ماتحت نہیں، ہم خدا کے فضل کے
ماتحت ہیں"

الفرقان :- ہماری گذارش ہے کہ "قدیم ترجمہ
بائیبل" کا اقتباس تو درست ہے "نئے ترجمہ" میں آپ نے
اگر تبدیلی کر دی ہے تو اس کا ذکر کیا ہوتا۔ نیز عرض ہے

کہ یہ تو درست ہے کہ "یہ سب احکام موسوی شریعت کے ماتحت بنی اسرائیل" کو دیئے گئے تھے۔ مگر یہ کہنا ہرگز درست نہیں کہ "ان کا مسیحیت سے کوئی واسطہ نہیں" کیونکہ حضرت مسیحؑ نے اصولی اور بنیادی حکم دے رکھا ہے کہ:۔

"فقیہہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ پس جو کچھ وہ تمہیں بتائیں وہ سب کرو اور مانو لیکن ان کے سے کام نہ کرو کیونکہ وہ کہتے ہیں اور کرتے نہیں" (متی ۲۳/۲)

پس عیسائی لوگ حضرت مسیحؑ کے قول کے مطابق موسوی شریعت کے پابند ہیں اور اسی لئے وہ مجموعہ بائیبل کو شائع کرتے ہیں۔ یسوع کا اپنے ساتھی کو اس وقت تلوار چلانے سے منع کرنا تو حالات کا تقاضا تھا۔ وہ تو خود حملہ کر رہا تھا۔ مسیحؑ نے کہا کہ جو تم پر تلوار چلائیں وہ تلوار سے ہلاک کئے جائیں گے۔ پس مسیح نے موسوی تورات کی نفی نہیں کی وہ تورات کو منسوخ کرنے نہ آئے تھے۔ آج مدیر اخوت کی یہ معذرت خواہی اس امر پر واضح دلیل ہے کہ مسیحیوں کے دل بھی مانتے ہیں کہ قانونِ جنگ کے لحاظ سے اسلامی احکام برتر و افضل ہیں بائیبل اس پہلو سے بھی اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ دھو المراد!

## ۴۔ مدیر فاران کا اعترافِ حقیقت

چندماہ سے جناب ماہر القادری مدیر فاران حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف نہایت نازیبا زبان استعمال کر رہے ہیں اور بزعم خویش "دلائل" کے انبار جمع کر رہے ہیں مگر جس طرح کبھی کبھی ضمیر کی اندرونی خلش سے معاندین مجبور ہو کر اعترافِ حقیقت کر لیا کرتے ہیں اسی طرح ماہر القادری اپنے انکارِ مسیح موعودؑ کے "دلائل" پر نظر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"شیطان نے بھی آدم کو سجدہ کرنے سے انکار دلیل ہی کی بنا پر کیا تھا اور فضیلت کے درجات کو اپنی دلیل کی بنیاد بنایا تھا۔ کوئی شخص شیطان کے اس باطل مسلک کی تائید کرنے کا بڑا اٹھالے تو وہ روایت و درایت اور عقل و نقل کے ہیر پھیر سے کچھ ایسی باتیں کہہ سکتا ہے جو بظاہر معقول نظر آئیں گی اور اس موضوع پر سینکڑوں صفحوں کی کتاب مرتب کر کے دنیا کے سامنے پیش کر سکتا ہے۔ لفظ و معنی کی تاویلات میں بڑی پیچیدگیاں، نزاکتیں اور ظاہر فریبیاں پائی جاتی ہیں۔ زبان کی تیزی و طراری اور قلم کی شوخی کذب و افترا اور ضلالت کو کسی نہ کسی حد تک حسین بنا کر منظرِ عام پر لا سکتی ہے۔"

**الفرقان:۔** کون کہہ سکتا ہے کہ جناب ماہر صاحب

کو اس آئینہ میں اپنا کردار نظر نہیں آرہا؟

## ۵۔ الفرقان کے "جہاد نمبر" کا نیک اثر

ہفت روزہ المنبر لائلپور کے مدیر لکھتے ہیں:۔

"اچانک کفارِ ہند نے اسلامیانِ
پاکستان کو جہاد پر مجبور کر دیا اور
مسلمانانِ پاکستان نے فی الواقع
سترہ دن جہاد ہی کے جذبے سے
گزارے تو ہم یہ دیکھ کر دنگ
رہ گئے کہ اس نوّے سال کے پیہم
اصرار کے بعد اچانک قادیانی حضرات
بھی جہاد کے قائل ہو گئے اور
نوبت بایں جا رسید کہ قادیانی مناظر
ابوالعطاء اللہ دتا جالندھری جیسے
فاضل الفرقان ربوہ کے جہاد نمبر
شائع کرنے لگے۔" (المنبر ۹ ستمبر ۶۶ء)

الفرقان:۔ ہم تو روزِ اوّل سے کہتے آئے ہیں کہ جب مسلمانوں کو کفار کی طرف سے لڑائی پر مجبور کر دیا جائے تو یہ دفاعی جنگ جہاد ہوتی ہے۔ اس سے احمدیہ لٹریچر بھرا پڑا ہے۔ یہ کہنا درست نہیں کہ احمدی حضرات اچانک جہاد کے قائل ہو گئے۔ بلکہ کہنا یوں چاہیئے کہ اب علماء کو بھی سمجھ آگئی ہے کہ جہاد دفاعی جنگ ہوتی ہے، جارحانہ جنگ کا نام جہاد نہیں۔ پُرامن لوگوں، اور امن دینے والی حکومت سے خواہ مخواہ کی لڑائی کو جہاد کا نام دینا سراسر غلط ہے۔ یہی وہ حقیقت ہے جسے الفرقان کے جہاد نمبر میں واشگاف بیان کیا گیا ہے جس سے علماء کے مُنہ بند ہو گئے اور المنبر ایسے اخبار بھی دنگ رہ گئے۔ ہاں یہ ضرور درست ہے کہ مسلمانوں کے دلدّر دُور کرنے کا ذریعہ عمل ہے نہ کہ بے عمل مولویوں کی خالی خولی تقریریں۔!

## ۶۔ ماہر القادری کے "سب سے بڑے ثبوت" کا جواب

ماہر القادری نے لکھا ہے کہ:۔

"آج تک کسی ایسے نبی کا وجود دنیا
کی تاریخ میں نہیں ملتا کہ اس کی وفات
کے بعد ہی اس کے ماننے والوں میں
دو گروہ ہو جائیں۔ ایک گروہ کہے وہ
مجدّد تھا نبی نہیں تھا۔ دوسرا گروہ اس
کی نبوت پر جما ہوا ہو۔ جھوٹے نبی کی
گمراہ اُمت کا خود نبوّت کے بارے
میں اس قسم کا اختلاف اس نبوّت
کے جعلی اور خود ساختہ ہونے کا سب
سے بڑا ثبوت ہے۔"
(فاران کراچی ستمبر ۶۶ء صٓا)

الفرقان:۔ اگر "دنیا کی تاریخ" سے مراد جناب ماہر صاحب کا اپنا دماغ ہے تو شاید یہ بات قابلِ تسلیم ہو لیکن اگر سچ مچ دنیا کی تاریخ مراد ہے تو ماہر صاحب کی بات سراسر کچی اور بے بنیاد ہے۔ دُور کیوں جائیں خود حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ماننے والوں کے دو گروہ

ہو گئے تھے۔ عام اہلِ حق مسیحی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی و رسول مانتے تھے مگر **فرقہ عنانیہ** یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ:-

"انہ کان من اولیاء اللہ تعالیٰ وان لم یکن نبیاً"
(کتاب اعتقادات فرق المسلمین والمشرکین مصنفہ امام فخرالدین رازی ص۸۳ مطبوعہ مصر)
کہ حضرت مسیح اولیاء اللہ میں سے ہیں نبی نہیں ہیں۔"

اس فرقہ کا ذکر امام ابن حزم کی کتاب "الفصل فی الملل والنحل" جلد ۲ ص۵۴-۵۵ پر بھی ہے، تفسیر روح المعانی میں بھی ہے۔

اب ماہر القادری اور ان کے ہمنوا بتائیں کہ آیا ان کا "سب سے بڑا ثبوت" خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک برہان ثابت نہیں ہوا؟

## ۷۔ پادریوں سے وفاتِ مسیح ناصری پر مناظرہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی مشہور کتاب ازالہ اوہام میں بطور وصیت تاکید فرمائی ہے کہ "عیسائیوں پر یہ ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح بن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہو چکا ہے۔" جماعت احمدیہ اس وصیت کے مطابق شروع سے اس موضوع کو ثابت کرتی آئی ہے اور اکنافِ عالم میں اپنے دلائل کی اشاعت کرتی رہی ہے۔ تو آموز عیسائی رسالہ کلام حق (گوجرانوالہ) میں پادری عنایت صاحب نے لکھا ہے کہ "مرزائی دوستوں کو چاہیئے کہ وہ ہمارے ساتھ وفاتِ مسیح حیاتِ مسیح کے موضوعات پر مباحثہ کر لیں۔" آخیر پر لکھا ہے کہ:-

"مسیح ابن مریم زندہ ہے اور اس کا مذہب بھی زندہ ہے۔" (کلام حق اگست ۱۹۶۶ء ص۱۶)

**الفرقان**:- ہمیں پادری صاحب کا چیلنج منظور ہے۔ اگر وہ دل سے چاہتے ہیں کہ ہم اُن کے سامنے وفاتِ مسیح ثابت کر دیں اور عیسائیت کا مُردہ ہونا واضح کر دیں تو وہ آئیں نہایت آسان طریق مناظرہ یہ ہے کہ اس موضوع پر ہم اور وہ تحریری مناظرہ کر لیں جو بعد ازاں افادۂ عام کے لئے طبع ہو جائیگا۔ موضوع مناظرہ مابین جماعت احمدیہ و عیسائی صاحبان وفاتِ مسیح ناصری علیہ السلام اور عیسائیت کا مُردہ مذہب ہونا ہوگا۔ کُل سات پرچے ہونگے، مدعی کے چار اور معترض کے تین۔ پرچہ پہنچنے کے بعد دو ہفتے کے اندر اندر جواب بصیغہ رجسٹری بھیجنا ضروری ہوگا۔ فریقین کی مسلّمہ کتب سے استدلال ہو سکے گا۔ اگر پادری صاحب کا اصرار ہو کہ وہ صرف بائیبل کے بیان کو ہی حجت سمجھتے ہیں تو ہم اپنے موضوع کو بفضلہ تعالیٰ بائیبل سے بھی بطور بنیاد ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں باقی دلائلِ عقلیہ ضمنی ہونگے۔

اگر پادری عنایت صاحب آمادہ ہوں تو مطلع فرمائیں اُن کی طرف سے منظوری کی اطلاع آنے پر یہ مناظرہ شروع ہو جائے گا اور ہم اپنا پہلا پرچہ دو ہفتے میں ارسال کر دینگے، انشاء اللہ۔ کیا پادری صاحب تیار ہیں؟

## ۸۔ "انوکھا مقامِ نبوت" پر اعتراض کا جواب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ نے جماعت احمدیہ فجی کے نام اپنے پیغام میں فرمایا تھا کہ "حضرت

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک انوکھے مقامِ نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ آپ سے پہلے اس قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہوا۔"

مدیر پیغامِ صلح نے تجاہلِ عارفانہ سے کام لیتے ہوئے "انوکھا مقامِ نبوت" کے زیرِ عنوان ایک شذرہ قلمبند کیا ہے اور لکھا ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ "مجھے منہاجِ نبوت پر رکھا جائے" تو آپ کے مقام کو "انوکھا مقامِ نبوت" کیوں کہا جائے؟ جواباً گزارش ہے کہ انوکھا کا لفظ "نادر اور عجیب" کے معنوں میں مستعمل ہوتا ہے (جامع اللغات)۔ اس جگہ غیر مبایعین سے کسی لمبی بحث کی ضرورت نہیں۔ ہم ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو اقتباس پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں فرمایا۔

(۱) "اِس اُمت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو اُمتی بھی ہے اور نبی بھی۔" (حقیقۃ الوحی حاشیہ ص۲۸)

(۲) "یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سُن کر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہِ راست نبیوں کو ملی ہے لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں میرا ایسا دعویٰ نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا ہے اسلئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۵۰ حاشیہ)

کیا غیر مبایعین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کو مانیں گے؟ کیا ان پر اتنا بھی ظاہر نہیں کہ خاتم النبیین نہ پہلے ہوا ہے نہ بعد میں ہوگا۔ اسلئے مسیح موعودؑ کی نبوت یقیناً عجیب اور نادر ہے۔ نفسِ نبوت میں انبیاء یکساں ہوتے ہیں مگر انواع مختلف ہیں۔ تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض صاف ارشادِ باری ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نبی تو ہیں مگر پہلے نبیوں کی طرح براہِ راست نبی نہیں اور نہ ہی صاحبِ شریعت ہیں۔ یہی معنے انوکھا مقامِ نبوت کے ہیں۔

## ۹۔ "پاکستان کے لئے مسیحا کی ضرورت"

مودودی ہفت روزہ ایشیا زیرِ عنوان "مسیحا کی ضرورت" لکھتا ہے:۔

"دُنیا اِس وقت جاہلیت کے جس بھنور میں پھنسی ہوئی ہے اس کی حالتِ زار اپنی زبانِ حال سے کسی مسیحا کو پکار رہی ہے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ پاکستان اپنے نظریۂ زندگی کے ساتھ اِن دُکھی دنیا کے لئے وہ مسیحا بن سکتی ہے۔"

(ایشیا لاہور ۱۱ر اکتوبر ۱۹۶۶ء)

الفرقان:۔ جب پاکستان دنیا بھر کے لئے مسیحا بن سکتا ہے تو کیا پاکستان کے لئے آسمانی مسیحا کی ضرورت نہیں؟ اور کیا پاکستان کا وجود اِس بات کی دلیل نہیں کہ خدائی مسیحا آچکا ہے؟

# جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی سے قصرِ عیسائیت میں زلزلہ

## کاسرِ صلیب حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی عظیم کامیابی

## "بیسویں صدی کے لوگ مسیح کو خدا ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں"

## عیسائیت بڑی تیزی کے ساتھ تنزّل کی طرف جا رہی ہے

(جناب شیخ نور احمد صاحب منیر سابق مبلغ بلادِ عربیہ)

> "یہ بات عین ممکن ہے کہ قریب مستقبل میں اسلام افریقہ کے ایک عوامی مذہب کی حیثیت سے عیسائیت کو شکست دے کر اس کی جگہ لے لے۔ چرچ دنیا کی رُوحوں کو جیتنے اور انہیں عیسائیت کا گرویدہ بنانے کی جدوجہد میں ناکام ہوتا جا رہا ہے۔ اسلئے نتیجۃً اسلام عیسائیت سے بازی لے جائے گا۔"
>
> (برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری مسٹر والٹن کا بیان)

—— (۱) ——

یہ ایک ناقابلِ فراموش تاریخی حقیقت ہے کہ جب بانیٔ احمدیت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی بعثتِ مبارکہ ہوئی اس وقت عیسائیت نے اسلام کے خلاف مسموم فضا پیدا کر رکھی تھی۔ عیسائی منادوں نے ہندوستان اور اسلامی ممالک کے ہر شہر اور قریہ میں تبلیغی جال پھیلا رکھا تھا۔ یورپ کے مختلف ممالک سے پادریوں کو منتخب کر کے اکنافِ عالم میں بھیجا جاتا تا ان ممالک کے لوگوں کو عیسائی بنایا جا سکے۔ ہندوستان کے متعلق عیسائیت کا منصوبہ یہ تھا کہ اس کو ہر قیمت پر عیسائیت کی آغوش میں سلا دیا جائے۔ ہر عیسائی پادری اور گرجا کے پیچھے ایک ایسی طاقت کام کر رہی تھی جو نہ صرف حوصلہ افزائی کا باعث تھی بلکہ مشن کے استحکام کا غیر معمولی براہِ راست ذریعہ بھی تھا۔ ہندوستان میں عیسائیت کے استحکام میں جن بڑے بڑے گورنروں اور ذمہ دار حکام بالا نے کام کیا ہے ان میں قابلِ ذکر ایچی سن، لارنس، منٹگمری، میکلوڈ، ٹیلر، رنیل اور ایڈورڈ ہیں۔ اُس وقت کی کتب کی ورق گردانی سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے سارا ہندوستان قریب تھا کہ آغوشِ عیسائیت میں آ جاتا اور اسلام اس ملک سے رخصت ہو جاتا۔ ان مذہبی سرگرمیوں اور مساعی میں خالصۃً سیاسی مقاصد بھی پنہاں تھے۔ چنانچہ لارڈ لارنس نے ایک دفعہ بڑے

طمطراق سے کہا:-

"کوئی چیز بھی ہماری سلطنت کے استحکام کا اس امر سے زیادہ موجب نہیں ہو سکتی کہ ہم عیسائیت کو ہندوستان میں پھیلا دیں۔" (لارنس لائف ص۳۱۲)

انگلستان کے وزیر اعظم لارڈ پامرسٹن نے اعلان کیا:-

"ہمارا مفاد اس امر سے وابستہ ہے کہ ہم عیسائیت کی تبلیغ کو جہاں تک بھی ہو سکے فروغ دیں اور ہندوستان کے کونے کونے میں اس کو پھیلا دیں۔"

(The Missions)

ہندوستان میں عیسائیوں کو ہر جگہ کامیابی ہو رہی تھی۔ حکومت کے نشہ میں انگریز حکام نے سرزمین ہند میں گرجوں کا جال پھیلا دیا اور عیسائیوں کو بڑے بڑے عہدوں سے نوازا گیا اور ان کو ہر محکمہ میں فوقیت اور ترجیح دی جاتی تھی۔ بعض ذمہ دار پادری اس وقت کی کامیابیوں کو دیکھ کر یہ یقین کر چکے تھے کہ اب عیسائیت ساری دنیا میں پھیل جائے گی اور اسلام کو (العیاذ باللہ) ختم کر دیا جائے گا۔ مسٹر جان ہیروز امریکن مشنری تعلّی آمیز لہجہ میں بیان کرتے ہیں:-

"دنیائے عیسائیت کا عروج آج اس درجہ زندہ حقیقت کی صورت اختیار کر چکا ہے کہ یہ درجہ اسے پہلے کبھی نصیب نہ ہوا تھا۔ ذرا ہماری ملکہ عالیہ (وکٹوریہ) کو دیکھو جو ایک ایسی سلطنت کی سربراہ ہے جس پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا۔ دیکھو وہ ناصرہ کے مصلوب کی خانقاہ پر کمال درجہ تابعداری سے احتراماً جھکتی اور خراج عقیدت پیش کرتی ہے یا پھر کاؤنٹی کے گرجا میں جا کر نظر دوڑاؤ اور دیکھو کہ وہ سیاسی مدبر (وزیر اعظم برطانیہ) جس کے ہاتھوں میں ایک عالمگیر سلطنت اور اس کی قسمت کی باگ ڈور ہے جب یسوع مسیح کے نام پر دعا کرتا ہے تو کیسی عاجزی اور انکساری سے اپنا سر جھکاتا ہے۔ دیکھو جرمنی کے نوجوان قیصر کو جب وہ خود اپنے لوگوں کے لئے بطور پادری کے فرائض سرانجام دیتا اور یسوع مسیح کے مذہب یعنی دین عیسائیت سے اپنی وفاداری کا اظہار کرتا ہے اور مشرقی انداز پر ماسکو کے شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ والے زار روس کو دیکھو تاج پوشی کے وقت ابن آدم کے طشت میں رکھ کر اسے تاج پیش کیا جاتا ہے۔ الغرض برطانوی، جرمنی، روسی اور امریکی سلطنتوں کے حکمران اقرار کرتے ہیں کہ وہ یسوع مسیح کے نائبین ہیں اور اسی حیثیت سے اپنی اپنی سلطنتوں میں حکمران ہیں کیا ان سب کے زیر نگیں علاقے مل کر ایسی وسیع و عریض

سلطنت کی حیثیت نہیں رکھتے کہ جن کے
آگے ازمنہ قدیم کی بڑی سے بڑی سلطنت
بھی سراسر بے حیثیت نظر آنے لگی ہے۔"
(بیروز لیکچرز صـ۴۲)

میرے ایک لبنانی دوست پروفیسر ڈاکٹر عمر فروخ جو کئی کتب کے مصنف ہیں آپ نے کچھ عرصہ ہوا ایک کتاب "الاستعمار فی الشرق العربی" شائع کی ہے جس میں کئی اقتباسات اور عیسائیوں کے اپنے بیانات سے ثابت کیا ہے کہ عیسائی پادری اس امر کا یقین کر چکے تھے کہ دنیا کا آئندہ مذہب عیسائیت ہوگا اور خود اسلامی مراکز صلیب کے زیر سایہ آجائیں گے۔ یہی پادری ڈاکٹر ہنری بیروز اسلامی ممالک میں عیسائیوں کے ناپاک عزائم کا یوں تحدی آمیز انداز میں ذکر کرتا ہے:۔

"اب میں اسلامی ممالک میں عیسائیت
کی روز افزوں ترقی کا ذکر کرتا ہوں۔
اس ترقی کے نتیجہ میں صلیب کی چمکار آج
ایک طرف لبنان پر ضو افگن ہے تو دوسری
طرف فارس کے پہاڑوں کی چوٹیاں اور
باسفورس کا پانی اس کی چمکار سے جگمگ
جگمگ کر رہا ہے۔ یہ صورت حال پیش خیمہ
ہے اس آنے والے انقلاب کا کہ جب قاہرہ،
دمشق اور طہران کے شہر خداوند یسوع مسیح
کے خدام سے آباد نظر آئیں گے۔ حتیٰ کہ
صلیب کی چمکار صحرائے عرب کے سکوت
کو چیرتی ہوئی وہاں بھی پہنچے گی۔ اس
وقت خداوند یسوع مسیح اپنے شاگردوں
کے ذریعہ مکہ کے شہر اور خاص کعبہ کے
حرم میں داخل ہوگا اور بالآخر وہاں اس
حق و صداقت کی منادی کی جائیگی کہ
'ابدی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد
اور یسوع مسیح کو جانیں جسے تو نے بھیجا ہے'" (صـ۴۲)

یہ صورت حال اس وجہ سے بھی پیش آئی کہ مسلمانوں کی طرف سے عیسائیوں میں تبلیغ اسلام کے لئے کوئی لٹریچر موجود نہ تھا جو اس خطرہ کا سدّباب کر سکتا اور اگر تھا بھی تو اس کی اشاعت سے مسلم عوام خائف تھے سیاسی زعماء کو اپنے سیاسی اقتدار کے فقدان کا خوف تھا۔ اسکے برعکس عیسائیت نے حکومت کے سہارے پر رفاہ عامہ اور سوشل کام کئے اور ان کاموں نے کافی حد تک عیسائیت کی اشاعت میں مدد دی ہے۔ اور ان تمام رفاہ عامہ کے کاموں کا بنیادی مقصد اشاعت عیسائیت تھا۔ ہسپتالوں میں بیماروں کے سامنے انجیل کا وعظ کیا جاتا۔ درسگاہوں میں عیسائیت اور انجیل بطور نصاب کے تھی۔ اور تو اور ان ہسپتالوں اور تعلیمی درسگاہوں میں باقاعدہ گرجے تعمیر کرائے گئے جن میں لیل و نہار اس عقیدہ کی اشاعت کی جاتی کہ ہمارا یسوع مسیح آسمان پر زندہ ہے وہی دنیا کا منجی ہے۔ مسیحی مذہب کی بنیاد دو باتوں پر ہے (۱) الوہیت مسیح (۲) مسیح تمام گنہگاروں کے گناہوں کو اپنے سر پر اٹھا کر مصلوب ہوا اور جو اس واقعہ پر ایمان لائے گا وہ گناہوں کی سزا سے کلیۃً نجات پا جائے گا۔

مسیحی پروپیگنڈا اس قدر عروج اور بام اوج

پہنچ چکا تھا کہ پادری عماد الدین جیسے ذمہ دار شخص نے تحریر کیا :-

"محمدی مذہب کے لئے اگرچہ ایک
صورت تو ہے مگر اس میں جان ہرگز نہیں
اسلئے وہ ایک مُردہ دین ہے یا ایک
پُتلا ہے جو آدمی نے بڑی کاریگری سے
بنایا مگر اس میں جان نہ ڈال سکا"
(تعلیم محمدی صفحہ ۳۵ مطبوعہ سنہ ۱۸۸۱ء)

(۲)

موجودہ عیسائیت کا اساسی محور مسیح کی صلیبی موت اور پھر اس کی موت کے بعد آسمان پر زندہ جانے اور آخری زمانہ میں دوبارہ نزول پر ہے ۔ چنانچہ مشہور امریکی پادری ڈاکٹر ذویمر جو عرصہ دراز تک قاہرہ میں مقیم رہے وہ تحریر کرتے ہیں :-

"کیف یتبرء الانسان عنداللہ؟
والجواب بواسطة موت المسیح
الکفاری فقط لیس من طریق
آخر ولا من انجیل آخر فاذا
کان ایماننا ھذا خطأ کانت
مسیحیتنا بجملتها باطلة"
(السر العجیب فی فخر الصلیب
مطبوعہ مصر صفحہ ۴)

ترجمہ :- انسان اللہ کے ہاں کس طرح گناہوں سے بری ہو سکتا ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ صرف مسیح کے کفارہ یعنی صلیبی موت کے عقیدہ کے ذریعہ سے کسی اور واسطہ سے ہرگز نہیں، اور نہ کسی اور انجیل سے اگر ہمارا یہ ایمان (یعنی صلیبی موت پر ایمان) غلط ثابت ہو جائے تو پھر ہماری ساری مسیحیت ہی باطل اور لغو ثابت ہو جائے گی"

بانی احمدیت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے عیسائیوں کی اس بلند و بالا عمارت پر ایسی کاری ضرب لگائی جس سے عیسائیت کی یہ عمارت پیوند خاک ہو گئی۔

آپ نے حیات مسیح کے مسئلہ کی جملہ جزئیات پر بحث کر کے یہ ثابت کر دیا کہ اگر مسیح مرتا ہے تو اس کو مرنے دو کیونکہ اسلام کی حیات دراصل مسیح کی وفات سے وابستہ ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں اور کس شوکت سے تحریر کرتے ہیں :-

"ان کے مذہب (عیسائیت) کا ایک
ہی ستون ہے اور وہ یہ ہے کہ اب تک
مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے
اس ستون کو پاش پاش کر دو پھر نظر
اٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دنیا میں
کہاں ہے" (ازالہ اوہام)

بانی احمدیت نے سرور کائنات فخر موجودات خاتم النبیین حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ اور درجہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درجہ سے بلند و بالا ثابت کر دیا اور عقلی و نقلی دلائل سے آپ کو

سید الانبیاء ثابت فرمایا۔ ۱۸۹۳ء میں جنگ مقدس کے نام سے جو تاریخی مناظرہ آپ کا عیسائیوں سے ہوا اس کی وجہ سے آپ کے علم کلام اور دلائل کا یہ اثر ہوا کہ ۱۸۹۴ء میں اکناف عالم سے لنڈن میں پادری اکٹھے ہوتے ہیں۔ اس عالمی کانفرنس میں لارڈ بشپ آف گلوسٹر ریورنڈ چارلس جان ایلی کوٹ نے اپنی صدارتی تقریر میں کہا :-

"اسلام میں ایک نئی حرکت کے آثار نمایاں ہیں۔ مجھے ان لوگوں نے جو صاحب تجربہ ہیں بتایا ہے کہ ہندوستان کی برطانوی مملکت میں ایک نئی طرز کا اسلام ہمارے سامنے آرہا ہے۔ ..... یہ ان بدعات کا سخت مخالف ہے جن کی بنا پر محمدؐ کا مذہب ہماری نگاہ میں قابلِ نفریں قرار پاتا ہے۔ اس نئے اسلام کی وجہ سے محمدؐ کو پھر وہی پہلی سی عظمت حاصل ہوتی جارہی ہے۔ یہ نئے تغیرات بآسانی شناخت کئے جاسکتے ہیں۔ پھر یہ نیا اسلام اپنی نوعیت میں مدافعانہ ہی نہیں بلکہ جارحانہ حیثیت کا بھی حامل ہے۔ افسوس ہے تو اس بات کا کہ ہم میں سے بعض کے ذہن اسکی طرف مائل ہو رہے ہیں"

(The official report of the missionary conference P. 64 ۱۸۹۴ء)

یہ وہ واضح اعتراف ہے جس کے ذریعہ عیسائیت نے احمدیت کی فضیلت اور علمی برتری کو تسلیم کیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ تحریک احمدیت سے قصرِ عیسائیت کی بنیادوں میں لرزہ پیدا ہو گیا تھا۔

(۳)

عیسائی صاحبان الزامی جواب دیتے ہوئے یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ بعض مسلم علماء و اکابرین کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں مگر خدا تعالیٰ کی قدرت کہ آج چوٹی کے بڑے بڑے علماء اور مسلمان مشاہیر بانیٔ احمدیت علیہ السلام کی تحقیق وفاتِ مسیح سے متفق ہو رہے ہیں۔ چنانچہ مفتی مصر علامہ محمد عبدہ، الاستاذ رشید رضا ایڈیٹر المنار، مفتی مصر شیخ الازہر محمود شلتوت اور استاذ مصطفےٰ مراغی نے اپنی تفاسیر میں حضرت بانیٔ احمدیت کی تحقیق سے اتفاق کیا ہے۔ بانیٔ احمدیت نے اپنے زمانہ حیات میں عیسائیوں سے مناظرات بھی فرمائے۔ کئی کتب بھی تحریر کیں۔ اس سلسلہ میں آپ کی بلند پایہ تصنیف "مسیح ہندوستان میں" نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب میں از روئے عقل و نقل اور تاریخی شواہد سے آپنے بیان فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ کے قرآنی نظریہ کے مطابق صلیب سے زندہ ہی اتار لئے گئے تھے۔ صلیب سے بچ کر آپ بنی اسرائیل کے گمشدہ قبائل

کی تلاش میں ہندوستان تشریف لائے اور آپ کی وفات سرینگر کشمیر میں ہوئی۔

بانیٔ احمدیت علیہ السلام نے عیسائیت کے خلاف اس قسم کا کامیاب اور مؤثر لٹریچر چھوڑا ہے جو عیسائی عقائد کی بیخ کنی کے لئے کافی ہے چنانچہ اس امر کا اعتراف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر اخبار وکیل امرتسر نے یوں کیا:۔

"میرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے اسلئے کہ وہ وقت ہرگز لوحِ قلب سے نسیاً منسیاً نہیں ہو سکتا جبکہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا"

پھر یہی اخبار وکیل عیسائیت کے نفوذ اور دبدبہ کے متعلق رقمطراز ہے:۔

"ساری مسیحی دنیا اسلام کی شمع عرفانِ حقیقی کو سرِ راہ منزل مزاحمت سمجھ کر مٹا دینا چاہتی تھی اور عقل و دولت کی زبردست طاقتیں اس حملہ آور کی پشت گری کے لئے ٹوٹی پڑتی تھیں اور دوسری طرف ضعفِ مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابلہ پر تیر بھی نہ تھے اور حملہ اور مدافعت دونوں کا قطعی وجود ہی نہ تھا۔"

پھر بانیٔ احمدیت کے متعلق یہی اخبار تحریر کرتا ہے:۔

"مسلمانوں کی طرف سے وہ مدافعت شروع ہوئی جس کا ایک حصہ میرزا صاحب کو حاصل ہوا۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑائے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیاب حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا.....

"غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گراں بارِ احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرضِ مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایتِ اسلام کا جذبہ ان کے شعارِ قومی کا عنوان

نظر آئے قائم رہے گا۔"

(۴)

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے آنیوالے مسیح کی خبر دیتے ہوئے فرمایا تھا۔ "یکسر الصلیب" کہ اس کے کارہائے نمایاں میں سے ایک اہم کام کسرِ صلیب بھی ہوگا۔ انسان انگشت بدنداں ہوجاتا ہے کہ ایک وقت تھا کہ وہ نہ صرف ہندوستان میں بلکہ تمام دنیا میں عیسائیت کا نفوذ دیکھتا تھا مگر آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے معاملہ برعکس ہے۔ آج بانیٔ احمدیت کی اتباع میں فرزندانِ احمدیت نے تبلیغ اسلام کرتے ہوئے عیسائیت کے خلاف اتنا کامیاب، پُر اثر اور عظیم الشان محاذ قائم کیا ہے کہ قصرِ عیسائیت میں زلزلہ آگیا ہے۔ ان کا اپنا اعتراف ہے کہ ہم روز بروز تنزل کی طرف جارہے ہیں اور اب بیسویں صدی کے لوگ مسیح کو خدا ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ عقیدۂ تثلیث اور کفارہ چھوڑ دینا چاہیئے۔ عیسائیت کی گرفت کمزور ہوتی جارہی ہے اسلام کا نفوذ بڑھ رہا ہے اور یہ سب کچھ احمدیت کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ آج فرزندانِ احمدیت نے مختلف ممالک میں قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں ترجمہ و تفسیر کے ذریعہ، عام اسلامی لٹریچر کے مہیا کرنے اور شائع کرنے سے یہ ثابت کردیا ہے کہ دنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہوگا نہ کہ عیسائیت۔

چنانچہ مختلف عیسائی فرقوں نے مشرقی افریقہ میں Councils of Christian Churches کی بنیاد رکھی ہے جس میں اس آمدہ خطرہ کا ازالہ کیا جائے گا جو جماعت احمدیہ کی کامیاب مساعی سے عیسائیت کو درپیش ہے۔ چنانچہ Tanganyika Standard یکم نومبر ۱۹۵۵ء تحریر کرتا ہے:۔

> "عیسائیت کی گرفت افریقہ میں کمزور ہوتی جارہی ہے۔ ابتداء میں چرچ کو افریقہ میں جو مشکلات اٹھانی پڑیں اس سے کہیں بڑھ کر کٹھن کام چرچ کو آجکل یہ درپیش ہے کہ وہ لوگوں کو عیسائیت پر کس طرح قائم رکھے۔"

اب عیسائی جماعت احمدیہ کی طرف سے وسیع تبلیغ اسلام کے زیرِ اثر حیاتِ مسیح کے عقیدہ سے بیزار ہو رہے ہیں اور ان کے مذہبی سکالرز نے بھی تحقیق و تدقیق کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق آسمان پر جانے کی آیات انجیل کے متن سے خارج کردی ہیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ ۱۹۵۵ء میں ایرڈین یونیورسٹی کی ایک لیکچرار نے عالمی ریڈیو سٹیشن بی بی سی سے ایک تقریر نشر کرتے ہوئے کہا:۔

> "حضرت مسیح واقعی ایک انسان گزرے ہیں جو یہودیوں میں وعظ کیا کرتے تھے لیکن یہ سب ڈھونگ ہے کہ وہ خدا اور کنواری ماں کے بیٹے ہیں یا وہ وفات کے بعد آسمان پر اٹھ گئے۔"
>
> (ٹائمز لندن ۲۵ دسمبر ۱۹۵۵ء)

حضرت بانیٔ احمدیت علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :-

"یاد رکھو کہ جھوٹی خدائی یسوع کی
بہت جلد ختم ہونے والی ہے۔ وہ
دن آتے ہیں کہ عیسائیوں کے سعادتمند
لڑکے سچے خدا کو پہچان لیں گے اور
پرانے بچھڑے ہوئے وحدہٗ لاشریک
کو روتے ہوئے آملیں گے۔"

(سراج منیر صفحہ ۶۶)

پھر فرماتے ہیں اور کس درد اور والہانہ جذبہ سے فرماتے ہیں :-

"میری بڑی دعا اور آرزو یہی ہے کہ
میں اس باطل کا استیصال دیکھ لوں
جو خدا کی مسند پر ایک عاجز انسان
کو بٹھایا جاتا ہے اور حق ظاہر ہو جائے
میں اس جوش اور درد کو جو مجھے
اس حق کے اظہار کے لئے دیا گیا ہے
بیان کرنے کے واسطے الفاظ نہیں پاتا۔"

ایڈون لوئس نے جو امریکہ میں ایک مذہبی ادارے کے پروفیسر ہیں "اے مینول آف کرسچن بیلیفس" میں لکھا ہے کہ :-

"بیسویں صدی کے لوگ مسیح کو
خدا ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔"

اس اعتراف سے ایک حد تک یہ پیشگوئی پوری ہو گئی کہ جھوٹی خدائی یسوع کی بہت جلد ختم ہونے والی ہے۔ وہ دن آتے ہیں کہ عیسائیوں کے سعادتمند لڑکے سچے خدا کو پہچان لیں گے۔

دی آرچ بشپ آف ایسٹ افریقہ ریورنڈ نیز ڈ ٹانگانیکا سٹینڈرڈ ۲۳ دسمبر ۱۹۶۱ء میں لکھتے ہیں کہ :-

"چرچ کے لئے اس حقیقت کو
تسلیم کرنے کے سوا چارہ نہیں
ہے کہ عیسائیت بڑی تیزی کے
ساتھ تنزل کی طرف جا رہی ہے۔"

بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے اس وقت جبکہ اکناف عالم میں عیسائی حکومتیں اور طاقتیں غیر معمولی نفوذ رکھتی تھیں اور عیسائیت کی بڑے شد و مد سے اشاعت ہو رہی تھی آپ نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر نہ صرف عیسائیت کے زوال کی پیشگوئی کی بلکہ اسلام کے غلبہ کی بھی بشارت دی۔ اس پیشگوئی کے مطابق عیسائیت کے زوال اور ناکامی کے آثار و نقوش دن بدن نمایاں ہو رہے ہیں۔ اور وہ خود بلسان حال سے کہہ رہے ہیں ؎

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

چنانچہ سینٹ ہو پنر کالج آکسفورڈ کے پریذیڈنٹ سر ساول نارووڈ لکھتے ہیں کہ :-

"یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیئے کہ
یورپ اور امریکہ کے مَردوں اور
عورتوں کا ایک بڑا حصہ اب عیسائی

نہیں رہا ہے اور شاید یہ کہنا بھی صحیح ہوگا کہ ان کی اکثریت اب ایسی ہی ہے۔"
(Has the church Failed P. 125)

یہ ہے عیسائیت کی ناکامی اور شکست فاش، عیسائی دنیا اپنے عقائد سے بیزار ہو رہی ہے۔

جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کا اعتراف کرتے ہوئے ہالینڈ کا پریس "اسلامی ہلال یورپ کے افق پر" کے عنوان سے رقمطراز ہے:۔

"یورپ کا نوجوان طبقہ عیسائیت سے کچھ بیزار ہو رہا ہے اور اس کے نتیجہ میں وہ کسی بھی دوسری چیز کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے۔

دوسری طرف اسلام یورپ میں اتحاد کا عَلم لئے ہوئے ہے اور یہ نوجوان ادھر مائل ہو رہے ہیں۔ اس ہوا کو روکنے کے لئے اور اس تبلیغ کے اثرات کو تھامنے کے لئے جس کا **طاقتور انجن جماعت احمدیہ** ہے۔ ہمیں ان کی راہ میں ایک مضبوط ستون گاڑنا ہوگا۔"

مشہور ڈچ مستشرق C.S. Hurgonise اسلام کے موقف کی صورت یورپ میں یوں بیان کرتے ہیں:۔

"ہر وہ بات جو اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے اختیار کی جاتی یا گھڑی جاتی تھی یورپ ایک لالچی اور حریص آدمی کی طرح اسے اچک لیتا تھا حتیٰ کہ ازمنہ وسطیٰ میں ہمارے آباؤ اجداد کے ذہنوں میں محمدؐ کا جو تصور قائم تھا وہ آج ہمیں ایک انتہائی طور پر مکروہ اور گھناؤنی شکل کے مترادف نظر آتا ہے۔"

(محمدؐ ازم)

یورپ میں اس قسم کی مخالفانہ اور معاندانہ مسموم فضا کا یہ اثر ہوا کہ اٹھارھویں صدی کے اختتام اور انیسویں صدی کے آغاز میں دنیا کے ہر گوشہ میں اسلام کے خلاف ادارے قائم کئے گئے۔ عیسائیوں کے وسیع اشاعتی منصوبے کو دیکھ کر ظاہر پرست انسان کے دل میں ہرگز یہ خیال پیدا نہیں ہو سکتا تھا کہ عیسائیت کا تنزل ہو جائے گا اور حضرت بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی قبولیت ہوگی۔ لیکن یورپ کا غیر متعصب طبقہ جس کو ذہنی اور فکری صلاحیتوں سے وافر حصہ ملا ہے وہ اپنی رائے بدلنے پر مجبور ہو چکا ہے۔ فرزندانِ احمدیت کے شائع کردہ لٹریچر نے ایک انقلاب برپا کر دیا ہے۔ ہر جگہ اسلام کا چرچا کیا جا رہا ہے۔ افریقہ کے مختلف حصوں میں پیغام اسلام پہنچایا جا رہا ہے۔ ہزارہا بت پرست اور مشرک آغوش اسلام میں آ رہے ہیں۔ چنانچہ موجودہ صدی کے مشہور مصنف جورج برنارڈ شا لکھتے ہیں:۔

"مجھے یقین ہے کہ ساری برطانوی سلطنت

ایک قسم کا اصلاح شدہ اسلام اس صدی کے اختتام پر قبول کرلے گی۔ میں نے محمدؐ کے دین کو ہمیشہ ہی بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ میرے نزدیک یہی مذہب بدلتے ہوئے زمانۂ حیات کے مقابل پر ایسی اہلیت رکھتا ہے جس کی وجہ سے یہ ہر زمانہ کے لوگوں کو اپیل کرتا ہے۔ دنیا کو میرے جیسے بڑے آدمیوں کی پیشگوئیوں کو بڑی وقعت دینی چاہیئے اور میں نے یہ پیشگوئی کی ہے کہ محمدؐ کا دین جیسا کہ آجکل یورپ میں قبول کیا جا رہا ہے ویسا ہی آئندہ بھی قبول کیا جائیگا۔ قرونِ وسطیٰ کے پادریوں نے یا تو جہالت کی وجہ سے یا تعصب کی بناء پر محمدؐ کے دین کی نہایت تاریک تصویر کھینچی تھی فی الحقیقت انہیں محمدؐ اور اس کے مذہب سے نفرت کرنے کی ٹریننگ دی گئی تھی۔ ان کے نزدیک محمدؐ یسوع کا دشمن تھا۔"

I have studied him, the wonderful man and in my opinion for from being and anti-christ, he must be called the Saviour of humanity. I believe if a man like him vere to assume dictatorship of the moderen world he would succeed in solving its problems in a way that would bring it the much needed peace and happiness.

(Getting married)

"میں نے اس عظیم الشان شخصیت کا مطالعہ کیا ہے۔ میری رائے میں وہ نہ صرف یہ کہ دشمنِ مسیح نہ تھے بلکہ وہ انسانیت کے نجات دہندہ تھے۔ میرا ایمان ہے کہ اگر موجودہ زمانہ میں محمدؐ جیسا انسان دنیا کا ڈکٹیٹر یا آمر بن جائے تو وہ ہمارے زمانہ کی مشکلات کا ایسا حل تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائے گا جس کے نتیجہ میں حقیقی مسرت

اور امن حاصل ہو جائے "

اللہ اکبر و للہ الحمد! حضرت بانی احمدیت علیہ السلام نے آج سے ستر سال قبل پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا تھا:-

"وہ وقت دور نہیں کہ جب تم فرشتوں
کی فوجیں آسمان سے اُترتی اور ایشیا
اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر
نازل ہوتی دیکھو گے "

(۵)

افریقہ کے براعظم کے متعلق عیسائیوں کو یہ یقین تھا کہ وہ اس کو بڑی آسانی سے عیسائی بنا لیں گے۔ چنانچہ مسٹر (A.P. Atterbury) نے اپنی کتاب "Islam in AFRICA" میں تحریر کیا تھا:-

"Islam in Africa will be comparatively easy for Christianity."

"افریقہ میں اسلام کو نابود کرنے کا کام عیسائیت کے لئے آسان تر ہوگا"

لیکن ۱۹۵۴ء میں جبکہ احمدی مبلغین براعظم افریقہ میں تبلیغِ اسلام کا فریضہ انجام دے رہے تھے مسٹر (Lyndon P. Harries) نے اپنی کتاب "Islam in East AFRICA" میں لکھا:-

"At the bigining of the poresent centory christian writers were asserting that Islam is nothing without political power and that for this reason Islam in Africa could not survive. No one can seriously believe this now. The challenge remains, and indeed is more formidable because of the cross currents of political life."

"موجودہ صدی کے ابتداء میں عیسائی مصنفین یہ کہتے تھے کہ اسلام سیاسی طاقت کے بغیر کوئی چیز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام افریقہ میں باقی نہیں رہے گا لیکن اب کوئی شخص

اس بیان کو سنجیدگی سے ماننے کے لئے تیار نہیں۔ یہ چیلنج اب بھی قائم ہے اور بسبب ان سیاسی تحریکوں کے جو قوموں کی زندگی میں پیدا ہو رہی ہیں پہلے سے زیادہ خوفناک صورت اختیار کر چکا ہے۔"

مسٹر ایس جی ولیم سن آف یونیورسٹی کالج غانا جماعت احمدیہ کی تبلیغی خدمات کا ذکر شاندار الفاظ میں ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:۔

"That there is a challenge to the christian church cannot be doubted. It is not yet decided whether the cross or the crescent shall rule over Africa."

یعنی یہ حالات کلیسیا کے لئے بلاشبہ چیلنج ہیں۔ یہ امر ابھی فیصلہ طلب ہے کہ افریقہ پر صلیب کی حکومت ہوگی یا ہلال کی۔"

اخبار بین اور عالمی مسائل کا مطالعہ کرنے والے اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ آج افریقہ میں نہ صرف سیاسی لحاظ سے بلکہ مذہبی لحاظ سے بھی عمومی بیداری پائی جاتی ہے۔ ایک کشمکش ہے اور اس کشمکش کا اثر سماجی اور معاشرتی لحاظ سے یہ ہوا ہے کہ افریقن لوگ بیدار ہو گئے ہیں۔ اس بیداری کے نتیجہ میں ان کا شعور ان کو صراطِ مستقیم کی طرف لا رہا ہے۔ ایک طرف عیسائی منادوں کا زبردست گروہ افریقی اقوام کو الوہیتِ مسیح کی طرف دعوت دے رہا ہے۔ وہ کوشاں ہے کہ ان لوگوں کو اس مذہب پر قائم رکھا جائے۔ دوسری طرف فرزندانِ احمدیت بے سرو سامان، خدا کے سہارے پر کام کر رہے ہیں۔ ایک طرف وسائل کی بہتات اور دوسری طرف فقدان۔ اس نسبت سے اگر کام کے نتیجہ کو مجموعی طور پر دیکھا جائے تو انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری ریورنڈ جے۔ ٹی واٹسن نے افریقہ کے تبلیغی کوائف بیان کرتے ہوئے کہا:۔

"یہ بات عین ممکن ہے کہ قریب مستقبل میں اسلام افریقہ کے ایک عوامی مذہب کی حیثیت سے عیسائیت کو شکست دے کر اس کی جگہ لے لے۔"

"انہوں نے یہ بھی کہا کہ دنیا کی آبادی دس لاکھ نفوس فی ہفتہ کے حساب سے بڑھ رہی ہے لیکن چرچ دنیا کی رُوحوں کو جیتنے اور انہیں عیسائیت کا گرویدہ بنانے کی جدوجہد میں ناکام ہوتا جا رہا ہے۔"

افریقہ کے وسیع براعظم کے متعلق انہوں نے تبصرہ

کرتے ہوئے مزید کہا:-

" اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام
افریقہ میں سراسر ترقی کر رہا ہے۔ اگر
ایک شخص عیسائیت کو قبول کرتا ہے
تو اسلام اس کے مقابلہ میں دس افراد
کو اپنا حلقہ بگوش بنا لیتا ہے۔ ابھی
موقع ہے کہ ہم اپنے آپ کو سنبھال لیں۔
ہمیں اس موقع سے ضرور فائدہ اٹھانا
چاہیئے لیکن اس امر کا قوی امکان موجود
ہے کہ اس موقع کو گنوا دیں گے نتیجہ یہ
ہوگا کہ اسلام عیسائیت سے بازی
لے جائے گا۔"

موجودہ صورتِ حال بانیٔ احمدیت کی صداقت کو روز روشن کی طرح عیاں کر رہی ہے کیونکہ آپ نے بطور پیشگوئی کے فرمایا تھا:-

" قریب ہے کہ سب ملّتیں ہلاک
ہوں گی مگر اسلام، اور سب حربے
ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی
حربہ۔ کہ وہ نہ ٹوٹے گا اور نہ کُند
ہوگا جب تک دجالیت کو پاش
پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے
کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں
کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے
غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں
ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی
مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ
کوئی مصنوعی خدا۔"

(اشتہار ۱۴ر جنوری ۱۸۹۷ء)

اللہ اکبر! امام الزمان اور مامور ربانی کی پیشگوئی لفظاً لفظاً پوری ہو رہی ہے۔

افریقہ کی موجودہ پوزیشن کے متعلق جو بیان جنرل سیکرٹری نے دیا ہے اس امر پر ببانگ دہل گواہی دے رہا ہے کہ حضرت بانیٔ احمدیت علیہ السلام کی پیشگوئی پوری ہو رہی ہے والفضل ما شهدت به الاعداء۔

میں اس جگہ اس امر کا بھی اظہار کر دوں۔ کہ عیسائی پادری اب اس امر کا احساس کرنے لگ گئے ہیں کہ ہم سے پہلے ہمارے منادوں نے ہمیں تاریکی میں رکھا اور اصل حقائق کو مسخ کر کے عوام کے سامنے پیش کیا گیا جس کے نتیجہ میں کلیسیا کا ردّ عمل بھی مجنونانہ اور متعصبانہ تھا۔ چنانچہ نیروبی کا کثیر الاشاعت عیسائی رسالہ ROCK (۱۹۶۵) سجدہ سہو کرتا ہوا رقمطراز ہے:-

"We entirely agree that Christians have Frequently made ignorant, prejudi and uncharitable attacks, we are

deeply sorry.

ہمیں اس امر کا انتہائی افسوس ہے
اور ہم اس سے کلیۃً اتفاق کرتے ہیں
کہ عیسائیوں نے ہمیں گہری جہالت
اور تعصب میں رکھا اور (اسلام پر)
ناشائستہ حملے کئے گئے۔"

یہ اعتراف اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ عیسائیت نے اسلام کے خلاف فضا کو مسموم کرنے میں غیر معمولی تعصب اور جہالت سے کام لیا ہے مگر اب صورتِ حال یکسر تبدیل ہو چکی ہے۔

(۶)

موجودہ عیسائیت کا سیاسی ارتقائی مرکز یورپ ہے۔ یورپ کی استعماری پالیسی سے عیسائیت کو عروج ہوا مگر عیسائیت نے دلوں کو فتح نہیں کیا اور نہ ہی وہ عقیدۃً کر سکتی تھی۔ چنانچہ اب یورپ میں مذہبی فضا عیسائیت کے بالکل خلاف ہے اور وہ آئے دن علانیہ یہ لکھتے رہتے ہیں کہ عیسائیت مشرکانہ عقائد کی حامل ہے۔ وہ الوہیتِ مسیح کے عقیدہ سے بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں۔ چنانچہ مشہور امریکی رسالہ نیوز ویک ۱۱ اپریل ۱۹۶۶ء (A QUEST FOR THE TRUE JESUS) "اصل مسیح کی تلاش" کے عنوان سے امریکی اور یورپی یونیورسٹیوں میں مسیحی دینیات کے نامور پروفیسروں کے افکار و نظریات کو درج کیا ہے۔ اس طویل مضمون میں الوہیتِ مسیح کے متعلق کلیسیا کا عقیدہ بیان کرنے کے بعد تحریر ہے کہ موجودہ ترقی یافتہ دور میں اس روایتی عقیدہ کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ:-

"خدا گوشت پوست کا روپ دھار
کر انسان کی شکل میں ظاہر ہوا، یا ہم
تاریخی واقعات کو تجربہ اور مشاہدہ
کی کسوٹی پر پرکھنے والا دورِ جدید
کا انسان جو سائنس کی گود میں پروان
چڑھا ہے اس بہتان پر دل میں خلش
محسوس کئے بغیر نہیں رہتا۔"

موجودہ عیسائیت نے جس انداز میں خدا کا تصور پیش کیا ہے اور جس تکلف سے تثلیث کا مسئلہ اختراع کیا ہے اس کے خلاف نفرت کا جذبہ بڑھ رہا ہے چنانچہ مشہور پادری براندن (Brandon) اپنی حالیہ تصنیف Man and his Distiny in the Great Religions (انسان اور اس کی قسمت مذاہب کبیرہ کی رُو سے) میں لکھتا ہے کہ عیسائیت کا پیشکردہ عقیدہ کہ ایک منجی خدا نے گنہگار دنیا کو گناہ سے بچانے کے لئے صلیب پر اپنی جان دیدی تھی یہ یونانی مصری اور یہودی خیالات کا عکس ہے۔

اسی طرح ایک کتاب Honest to God شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب پر امریکی رسالہ TIME ماہ اپریل ۱۹۶۳ء تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہے:-

"ان کے خیال میں بائیبل میں سے تمام

ایسی باتیں جو محض کہاوتوں اور بے بنیاد
قصّوں کی صورت میں ہی نکال دینی
چاہئیں۔ اور یسوع کی خدائی کا عقیدہ
نہایت مبہم ہے"

اسلام میں مسجد کا مقام بہت بلند ہے جہاں خدائے
وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کی جاتی ہے اور تزکیہ نفس
کے حصول کے لئے مسجد کے آداب اور شرائط بھی ہیں
لیکن اس کے بالمقابل ایک مضمون میں مسٹر کڈزائی نگارا
(KUDZAI NGARA) سالسبری کے ایک
رسالہ PARADE ماہ اپریل ۱۹۶۴ء میں رقمطراز
ہیں :-

"مجھے اِس بات پر فخر ہے کہ مَیں نے
چرچ جانا ترک کر دیا ہے۔ چرچ صرف
ایک ایسی جگہ بن کر رہ گیا ہے کہ جہاں
جاکر مَیں دُعا کے وقت آنکھیں کھُلی رکھ کر
عورتوں اور لڑکیوں کی ٹانگوں کو
گھورتا ہوں۔ ایسا چرچ میری نجات
کا باعث نہیں بن سکتا۔ چرچ ایک
کاروباری ادارہ میں تبدیل ہو چکا
ہے ..... چرچ مجھے گناہوں سے
پاک نہیں کر سکتا ..... میری نجات
خدا کے ہاتھ میں ہے۔ مسیح میں ہو کر
نہیں بلکہ خدا میں ہو کر مَیں نجات یافتہ
بن سکتا ہوں"

یہ ہے عیسائیت سے بیزاری اور چرچ سے لاتعلقی۔

اور جس رنگ میں چرچ کی تصویر کھینچی گئی ہے وہ کتنا ہی
بھیانک منظر ہے۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی عبرتناک
زوال ہو سکتا ہے ؟

(۷)

اِن حقائق اور واقعات درج کرنے کے بعد
اب ہم آخر پر مضمون کو ختم کرتے ہوئے SECOND
VATICAN COUNCIL کا اعلان درج کرتے
ہیں۔ اس کونسل کا پہلا ابتدائی اجلاس ۱۹۶۲ء میں ہوا۔
بعد میں مختلف اجلاس ہوتے رہے۔ بالآخر امریکہ کے اخبار
کیتھولک ٹیلیگراف نے ۱۲ر جنوری ۱۹۶۶ء کی اشاعت
میں تحریر کیا :-

"اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ عیسائیوں
اور مسلمانوں کے مابین سابقہ عداوتوں
اور مخاصمتوں کو ترک کر کے اس کی
بجائے باہمی افہام و تفہیم نیز معاشرتی
انصاف اور اخلاقی اقدار کے قیام
کی خاطر باہمی تعاون کو فروغ دیا جائے"

ایک وہ زمانہ تھا کہ کلیسا کو اسلام اور مسلمانوں
سے گہری عداوت تھی اور اب عیسائیت تعاون کے لئے
بڑھ رہی ہے اور افہام و تفہیم کو فروغ دینے کے لئے
خواہش کا اظہار کیا گیا ہے۔ ہم قرآن کریم کے الفاظ
میں کلیسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں :-

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا
إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَ
بَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ

وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا
وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا
اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا
اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝

(آل عمران : ۶۵)

**ترجمہ** ۔ (اے رسول!) تو کہہ دے کہ اے اہل کتاب تم ایسے امر کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو بھی اس کا شریک ٹھہرائیں اور نہ ہم اللہ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو رب بنایا کریں ۔ پھر اگر وہ پھر جائیں تو ان سے کہدو کہ تم گواہ رہو کہ ہم خدا کے فرمانبردار ہیں "

یہی وہ پیغام ہے جس کے لئے آج فرزندانِ احمدیت نے اپنے تن من دھن کی بازی لگادی ہے۔ بانیٔ احمدیت علیہ السلام کس پُر شوکت ایمانی جذبہ سے پیشگوئی کے انداز میں فرماتے ہیں :-

"وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا ۔ قریب ہے کہ سب ملتیں

# ایک استفسار

(از جناب چودھری عبدالسلام صاحب اختر ایم ۔ اے)

نوعِ بشر کے درد کا درماں کب آئیگا ؟
یارب ہمارا دَورِ بہاراں کب آئیگا ؟
دل کو ملیگی صبحِ درخشاں کی کب نوید ؟
وہ چارہ سازِ شامِ غریباں کب آئیگا ؟
اے تیرگیٔ جہل میں ڈوبی ہوئی فضا !
تیری بساط پر مہِ تاباں کب آئیگا ؟
جس زندگیٔ تازہ کی مدت سے ہے تلاش !
اُس زندگیٔ تازہ کا عنواں کب آئیگا ؟
یہ تلخیٔ حیات کبھی ہوگی انگبیں ؟
بیداریٔ حیات کا ساماں کب آئیگا ؟

اخترؔ ہر ایک ملّتِ اسلامیہ کا فرد
یہ پوچھتا ہے مہدیٔ دوراں کب آئیگا ؟

○

# فاران کے آخری جوابات کا مختصر جائزہ

## ماہرالقادری صاحب کی سراسیمگی

(جناب مولوی محمد اجمل صاحب شاھد ایم اے کے قلم سے)

ماہرالقادری صاحب نے جماعت احمدیہ کے خلاف جو بے سروپا اعتراضات اپنے رسالہ ماہنامہ "فاران" میں کئے تھے ان کا تفصیلی جواب "الفرقان" کی ماہ ستمبر کی اشاعت میں بڑی تفصیل سے مدلّل طور پر دیا جا چکا ہے اور ان غلط نقوش کا ازالہ کر دیا گیا ہے جو قادری صاحب نے مخالفینِ جماعت سے نقل کئے تھے۔ اسی طرح ایک ٹریکٹ جماعتِ احمدیہ کراچی کی طرف سے "ماہرالقادری مدیر فاران کراچی سے پانچ سوالات" علیحدہ طور پر بھی شائع کیا گیا تھا۔

قادری صاحب نے ان کا جو جواب اپنے تازہ شمارہ میں دیا ہے اس کا مختصر جائزہ درج ذیل ہے۔

### الفرقان خاص نمبر کے جواب سے عجز کا اعتراف

الفرقان ماہ ستمبر کا جو خاص نمبر "فاران" کے اعتراضات کے جواب میں شائع ہوا تھا اس کے جواب میں ماہرالقادری صاحب تحریر کرتے ہیں:۔

"فاران کے مضامین جو قادیانیت کی تردید میں شائع ہوتے رہے ہیں غالباً انہوں نے قادیانیوں کی صفوں میں ہلچل (؟) پیدا کر دی ہے۔ یہی سبب ہے کہ ماہنامہ "الفرقان" (ربوہ) کا پورا شمارہ فاران کی تردید کے لئے وقف ہے اور دجل و فریب سے لبریز ہے۔"

قادری صاحب جن کا اپنا مبلغِ علم صرف ایک معاندِ احمدیت کی کتاب "قادیانی مذہب" سے نقل کرنے کی حد تک ہے، ایسے مدلّل جواب کے متعلق اس کے سوا اور کیا تحریر کر سکتے تھے؟ الفرقان کے اس مفصل جواب کو محض "دجل و فریب سے لبریز" کہہ کر خاموشی اختیار کر لینا کیا اپنے عجز کا واضح اقرار نہیں ہے؟

### ماہرالقادری صاحب کی طرف سے پانچ سوالات کا جواب

ہماری طرف سے جو ٹریکٹ "ماہرالقادری صاحب مدیر فاران کراچی سے پانچ سوالات" شائع کیا گیا تھا اس کا قادری صاحب نے "جھوٹی نبوت کا جھوٹا علم کلام" کے عنوان سے جواب دینے کی لاحاصل کوشش کی ہے۔ قادری صاحب نے اپنے تمام مضمون میں جو سوقیانہ اور لچر زبان استعمال کی ہے اس سے ہر شریف النفس ان کی زباندانی پر نفرت کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ پھر انہوں نے ہر موقعہ پر جھوٹ

اور غلط باتوں کا سہارا لینے کی کوشش کی ہے اور ان تمام امور کو جن کا مفصل جواب الفرقان کی ماہ ستمبر کی اشاعت میں دیا گیا تھا پھر دہرا دیا ہے اور اس طرح یہ ثابت کیا ہے کہ وہ تعصب اور ہٹ دھرمی سے ایک ہی رٹ لگانے میں عافیت محسوس کرتے ہیں اور بزعم خویش اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ ان کے مضامین نے جماعت احمدیہ میں "ہلچل" پیدا کر دی ہے۔ جماعت احمدیہ بفضلہ تعالیٰ پہلے ہی بیدار اور فعال جماعت ہے اور اس کا قافلہ منزلِ مقصود کی طرف رواں دواں ہے۔ مگر ان مضامین کا ایک فائدہ ضرور ہوا ہے کہ اس کی وجہ سے قادری صاحب کی **علمی** اور جماعت اسلامی کی **اخلاقی** قلعی کھل گئی ہے۔ اب قادری صاحب نے ہمارے پانچ سوالات پر جو خامہ فرسائی کی ہے اور اپنے جس عجز کا اظہار کیا ہے اسے ہم قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

## ماہر القادری صاحب کا حیاتِ مسیح کا ثبوت پیش کرنے سے فرار

قادری صاحب نے اپنے مضامین میں یہ تحریر کیا تھا کہ نزولِ مسیح سے مراد حضرت عیسیٰ ابن مریم ہی ہیں ان کا کوئی مثیل نہیں آ سکتا۔ ہم نے ان سے یہ سوال کیا تھا کہ کیا وہ از روئے قرآن و سنت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کو ثابت کر سکتے ہیں؟ اس پر وہ تحریر کرتے ہیں:۔

"مَیں نے اپنے کسی مضمون میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ ہونے کی بحث ہی کو نہیں چھیڑا۔ اس لئے مجھ سے اس کے ثبوت کا مطالبہ کرنا ہی درست نہیں"۔

ہم قادری صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ جب وہ حیاتِ مسیح علیہ السلام کا عقیدہ رکھتے ہیں اور آپ کے آسمان سے نزول کا ذکر انہوں نے بڑی شد و مد سے کیا ہے تو پھر ہم حیاتِ مسیح کے ثبوت کا اُن سے مطالبہ نہ کریں تو اور کس سے کریں؟ اس سے قبل مولانا مودودی صاحب سے بھی یہی مطالبہ کیا گیا تھا مگر انہوں نے بھی خاموش رہنے میں عافیت سمجھی۔ آخر اُن کو یہ بتانا چاہیئے کہ ہم اس کا مطالبہ کس سے کریں؟ عجیب بات یہ ہے کہ قادری صاحب اور ان کے ہمنوا حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کا ادعا کریں مگر جب ان کے آسمان پر جانے کا ثبوت مانگا جائے تو پھر اس کا ثبوت فراہم کرنے سے پہلوتہی کریں۔ ایک معمولی فہم کا انسان بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ ہمارا یہ مطالبہ کہ وہ حضرت مسیح کے آسمان پر جانے کو ثابت کریں بالکل مبنی بر حقیقت ہے۔ مگر قادری صاحب کس سادگی سے لکھتے ہیں کہ اس کا ثبوت ان سے طلب نہ کیا جائے۔ جب تک قادری صاحب اس بات کے اقراری ہیں کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم ہی آسمان سے آئیں گے تو یہ بارِ ثبوت ان کے ذمہ ہے کہ وہ پہلے اُن کے آسمان پر جانے کو قرآن و سنت کی روشنی میں ثابت کریں۔

## "رفع" اور "توفی" کے معانی کے متعلق چیلنج

قادری صاحب نے قرآن کریم اور سنت سے حیاتِ مسیح علیہ السلام کی کوئی دلیل پیش نہیں کی بلکہ اس سے اپنے عجز کا اظہار کیا ہے مگر اپنے عقیدہ کی بنیاد کی

وجہ یہ بیان کی ہے کہ بعض مفسرین نے "توفی" اور "رفع" کے معنی روح اور جسم سمیت آسمان پر جانے کے کئے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"رفع" اور "توفی" کی تفسیر میں
راسخون فی العلم کی اکثریت کا
یہی قول ہے کہ حضرت عیسےٰ روح و
جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے
اور قیامت کے قریب دوبارہ دنیا
میں آئیں گے۔"

مگر عجیب امر یہ ہے کہ قادری صاحب کے پیر و مرشد مولنا مودودی صاحب راسخون فی العلم کی اس تفسیر کو قبول نہیں کرتے اور اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ قرآنی روح کے مطابق یہی بات ہے کہ حضرت مسیح کے رفع جسمانی اور رفع الی السماء کی تصریح سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ (تفہیم القرآن ص۴۲۱) کیا قادری صاحب بتا سکتے ہیں کہ مولنا مودودی صاحب "علمائے سلف کی اکثریت" کی تفسیر کو کیوں قبول نہیں کرتے؟ اسی طرح علامہ اقبال، سر سید اور علامہ محمود شلتوت اور دیگر علماء بھی حضرت مسیح کی آسمان پر حیات کے قائل نہیں ہیں، ان تمام کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟

پھر "رفع" اور "توفی" کے متعلق بھی ہم قادری صاحب کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ ان الفاظ کے لغوی اور قرآن و سنّت کی روشنی میں مع روح و جسم آسمان کی طرف اٹھانے کے معنی ثابت کریں۔ خدا تعالیٰ کی صفات رافع اور متوفی قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں بڑی کثرت کے ساتھ استعمال ہوئی ہیں، کیا وہ ان کے معنی مع جسم و روح آسمان کی طرف اٹھانے کے ثابت کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں!

## قادری صاحب کا اعترافِ حقیقت

قادری صاحب نے ہمارے ایک سوال کے جواب میں اس حقیقت کا برملا اعتراف کیا ہے کہ جماعت احمدیہ سیدنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ ختم نبوت کی منکر نہیں ہے اور اس عقیدہ کے خلاف جماعت کے لٹریچر میں کوئی حوالہ نہیں ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"راقم الحروف نے اپنی کسی
تحریر میں مرزا غلام احمد یا کسی
دوسرے قادیانی لیڈر کا کوئی
ایسا قول پیش نہیں کیا جس میں یہ
لکھا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں تھے یا
ختم نبوت کا عقیدہ غلط ہے۔
اس قسم کے الفاظ بیشک قادیانی
لٹریچر میں نہیں ملتے۔"

جب قادری صاحب کو یہ حقیقت مسلّم ہے کہ جماعت احمدیہ عقیدۂ ختم نبوت کی قائل ہے تو پھر ان پر کیوں "نفی ختم نبوت" کا الزام عائد کیا جاتا ہے؟ چنانچہ خود لکھتے ہیں:۔

"قادیانی جماعت "ختم نبوت" کے عقیدہ

میں عام مسلمانوں جیسا عقیدہ رکھتی ہے۔
اگر قادیانیوں کا "یہ جھوٹ" صحیح ہے تو
اس کے یہ معنی ہیں کہ پوری اُمتِ
مسلمہ اس مسئلہ میں پاگل اور عقل و
ہوش سے یکسر عاری ہوگئی ہے
کہ قادیانیوں پر "نفی ختم نبوت"
کی تہمت لگاتی ہے اور اپنے
ہم عقیدہ لوگوں سے غلط الزام منسوب
کرتی ہے۔ آخر کس کے موقف اور
روش کو صحیح جانیں اور درست مانیں؟"

قادری صاحب کی اس الجھن کا حل بڑا آسان ہے۔ خود خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (سورہ نساء) اسلئے جماعت احمدیہ جس بات کی قائل ہے وہی بات اس کی طرف منسوب کی جائے اور اس طرح اپنے عقل و ہوش کا ثبوت دیا جائے اور غلط بات کو اس کی طرف منسوب کرنے سے اجتناب کیا جائے۔

## قادری صاحب کی عجیب منطق

قادری صاحب ایک طرف تو اس بات کے قائل ہیں کہ ختم نبوت کے مفہوم میں ہر قسم کی نبوت کو ختم کر دیا گیا ہے اور اُمتِ محمدیہ میں کوئی نبی نہیں آسکتا مگر دوسری طرف حضرت مسیحؑ کی آسمان سے آمدِ ثانی کے قائل ہیں۔ ان سے جب یہ کہا گیا کہ حضرت! آپ کے مفہوم کے مطابق تو حضرت عیسیٰؑ بھی نہیں آسکتے تو اس کی جو مضحکہ خیز تاویل قادری صاحب نے پیش کی ہے وہ پڑھنے کے قابل ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"بنی اسرائیل کا نبی دنیا میں آیا اور
دنیا سے چلا گیا۔ وہ دوبارہ دنیا میں
"جدید نبی" کی حیثیت سے نہیں آئیگا
اسلئے اس کا نزول آیت خاتم النبیین
کی غایت اور مفہوم کو مجروح نہیں
کرتا اور نہ یہ آیت اس کے راستہ
میں روک بنتی ہے۔ پھر وہ نبی
شریعتِ محمدی کے مطابق عمل
کرے گا۔"

قادری صاحب نے اپنے مدعا کی وضاحت کیلئے ایک مثال بھی بیان کی ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"فرض کیجئے اس ملک کا ایک بادشاہ
جو فوت ہو چکا ہے زندہ ہو کر
آجائے اور وہ ایک فرد رعایا کی
حیثیت سے ملک کی اصلاح کا
کام انجام دے اور ملک کے مقاصد
کو فائدہ اور تقویت پہنچائے تو
اس "قدیم بادشاہ" کے ظہور سے وہ
حاضر و موجود بادشاہت ہرگز متاثر
نہیں ہوگی۔ اور خود بادشاہ اور
اس کی رعایا اس "قدیم بادشاہ" کو
موجودہ بادشاہ کا حریف یا مدمقابل

نہیں سمجھے گی۔"

قطع نظر اس بات کے کہ قادری صاحب نے "فوت شدہ بادشاہ" کی مثال دے کر درحقیقت دبی زبان سے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ حضرت مسیحؑ بھی فوت ہو چکے ہیں۔ ہم ان سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر ایک گزشتہ بادشاہ ایک حاضر الوقت بادشاہ کی اطاعت کر کے اس کا حریف نہیں گردانا جا سکتا تو پھر ایک زندہ فرد جو بادشاہ ہی کا نائب اور ہر لحاظ سے اس کا مطیع ہو اور اس کی اطاعت کا جوا اپنی گردن پر رکھتا ہو کس طرح اس کا حریف اور مدمقابل کہا جا سکتا ہے؟ ؎

برین عقل و دانش بباید گریست

## مولٰنا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور امکانِ نبوت

قادری صاحب نے اپنے ستمبر کے پرچہ میں تحریر کیا تھا:۔

"آگ اور پانی شاید ایک جگہ جمع
ہو جائیں مگر "امکانِ نبوت" اور
"ختم نبوت" یہ دونوں عقیدے جمع
نہیں ہو سکتے۔"

ہم نے الفرقان کے خاص نمبر میں بعض بزرگانِ اسلام کے حوالجات درج کئے تھے جنہوں نے صریحاً امتِ محمدیہ میں غیر تشریعی نبوت کے اجراء کو تسلیم کیا ہے۔ اسی طرح قادری صاحب کو مولٰنا ابو العطاء صاحب فاضل کی تصنیف "القول المبین" مل چکی ہے اس میں بھی علماء اسلام کے حوالجات بڑی تفصیل سے مندرج ہیں۔ مگر اس کے باوجود قادری صاحب لکھتے ہیں:۔

"ان بزرگوں کے اقوال اگر بلاکم وکاست
درج کر دیئے جائیں تو اس پر گفتگو
کی جا سکتی ہے۔"

امید ہے قادری صاحب کتاب القول المبین میں اصل حوالجات کو جو "بلاکم وکاست" درج کئے گئے ہیں ازسرِنو دیکھ کر اپنی رائے کا اظہار کریں گے لیکن ذیل میں ہم مولٰنا محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کا حوالہ ضرور دُہرانا چاہتے ہیں کیونکہ قادری صاحب نے اُن کو اپنے تازہ شمارہ میں "علم و فضل کا سمندر" قرار دیا ہے اور اپنے جون کے پرچہ میں انہیں "علم و تقوٰی، تزکیۂ نفس اور عزیمت و استقامت" میں نمایاں گردانا ہے۔ اب ہم قادری صاحب کے اسی مسلّم بزرگ کا بھی ایک حوالہ انکے سامنے پیش کرتے ہیں جس میں انہوں نے امتِ محمدیہ میں "امکانِ نبوت" کا واشگاف الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی
کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیہ
میں کچھ فرق نہ آئیگا۔" (تحذیر الناس صفحہ ۲۸)

اب قادری صاحب یہ بتائیں کہ جب مولٰنا محمد قاسم نانوتوی کے نزدیک "امکانِ نبوت" سے خاتمیت محمدیہ میں کچھ فرق نہیں آتا تو وہ کیوں اس قدر سیخ پا ہوتے ہیں۔ بتایا جائے کہ کیا اس مسلک میں مولٰنا ہمارے ہمنوا نہیں ہیں؟ سچ ہے ؎

الزام اُوروں پہ دھرتے ہیں قصور اپنا نکل آیا +

# ماہر القادری کے جواب میں دو زبردست شہادتیں

(جناب پیرزادہ بشیر احمد صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر اوچ شریف)

(۱)

الفرقان خاص نمبر ملا۔ کئی بار پڑھا اور ہر بار دُعا دل سے نکلی اور اتنی دُعائیں کہ انبار بن گئیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے تا کہ آپ کو ایسے کور چشم مادری مشہور ظاہراً ماہر القادری جیسے بدزبان بدباطن جیسے عامی آدمیوں کا بروقت علاج کرنے کی توفیق ملتی رہے۔

اس شخص کی نہ معلوم اپنی صورت کیسی ہے اور کیسی نہیں۔ البتہ یہ پختہ یقین ہے کہ جس قسم کے الفاظ اس شخص نے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی شکل و شباہت کے متعلق لکھے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ سیاہ دل کا یہ آدمی صورت ہے ورنہ ایسے رکیک اور بازاری قسم کے الفاظ نہ لکھتا۔ آفرین اور صد آفرین آپ کی اور آپ کے حوصلہ کی کہ شرافت کا دامن سارے الفرقان کو لکھتے وقت آپ نے اور مولوی محمد اجمل صاحب نے نہیں چھوڑا حالانکہ میرا خون جسم میں اب بھی کھول رہا ہے کہ ایسے شخص کو ایسے الفاظ سے مخاطب کروں کہ اس کو چھٹی کا دودھ یاد آجائے۔

(۲)

میں اس جگہ دو اکابر ہستیوں کے حوالجات پیش کرتا ہوں جنہوں نے ذاتی طور پر اصالتاً حضرت مرزا صاحبؑ کی باوجودیکہ وہ اس وقت احمدی نہ تھے زیارت کی اور پھر اپنے تاثرات بیان کئے۔ اگر آپ ان دونو اشخاص کی تحریرات جواباً درج الفرقان فرما دیتے تو بہت بہتر ہوتا۔

(۳)

(الف) رسالہ تائید حق میں مولانا حسن علیخان صاحب لکھتے ہیں:-

"ہم ۲ر جنوری ۱۸۹۴ء کو قادیان پہنچے۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان نے حسب دستور رسم سے ملاقات کی اور نہایت محبت اور اخلاص سے باتیں کیں۔ اس پہلی ملاقات میں نگاہ چار ہوتے ہی ہمارے پیارے دوست سیٹھ عبدالرحمن صاحب اس امام وقت کے ہزار جان سے عاشق ہو گئے۔ مجھ سے سیٹھ صاحب نے پوچھا کہ جناب مرزا صاحب کو کیسے پاتے ہو۔ میں کیا جواب دیتا میرے تو اپنے ہوش دنگ ہو گئے تھے۔ میں نے ۱۸۸۶ء میں جب جناب مرزا صاحب کو دیکھا تھا اب وہ نہ تھے۔ آواز اور نقشہ تو وہی تھا لیکن کُل بات ہی بدلی ہوئی تھی۔ اللہ اللہ سر سے پاؤں تک نُور کے پتلے تھے۔ جو لوگ مخلص ہوتے ہیں اور اخیر راتیں میں اللہ تعالیٰ کے

حضور رو یا دھویا کرتے ہیں اُن کے چہروں کو بھی اللہ تعالےٰ اپنے نُور سے رنگ دیتا ہے اور جن کو ذرہ بھر بصیرت ہوتی ہے وہ اس نور کو دیکھ پاتے ہیں لیکن حضرت مرزا صاحب کو اللہ تعالیٰ نے سر سے پاؤں تک محبوبیت کا لباس اپنے ہاتھ سے پہنایا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی تصانیف کو دیکھ کر مجھ کو یہ معلوم ہوُا ہے کہ جس مجدّدِ زماں کی ہم کو تلاش تھی درحقیقت علمِ الٰہی میں وہ حضرت مرزا صاحب ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب ہی کو اِس موجودہ زمانہ میں اس کے فِتن کے مقابلہ میں غلبۂ اسلام ظاہر کرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔"

(ب) مولانا ابو النصر صاحب برادر مولانا ابو الکلام صاحب آزاد اخبار وکیل امرتسر میں تحریر کرتے ہیں :-

"مَیں نے اَور کیا دیکھا۔ قادیان دیکھا۔ مرزا صاحب سے ملاقات کی۔ مہمان رہا۔ مرزا صاحب کے اخلاق اور توجہ کا مجھے شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ **مرزا صاحب کی صورت نہایت شاندار ہے** جس کا اثر نہایت قوی طور پر ہوتا ہے۔ **آنکھوں میں ایک خاص طور کی چمک اور کیفیت ہے۔** باتوں میں ملائمت۔ طبیعت منکسر بلکہ حکومت خیز۔ مزاج ٹھنڈا مگر دلوں کو گرما دینے والا۔ بردباری کی شان نے انکساری کیفیت میں اعتدال پیدا کر دیا ہے۔ گفتگو ہمیشہ اِس نرمی سے کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے گویا متبسّم ہیں۔ رنگ گورا۔ بالوں کو حنا رنگ دیتے ہیں۔ جسم مضبوط اور محنتی ہے۔ مرزا صاحب کے مریدوں میں مَیں نے بڑی عقیدت دیکھی ہے اور اُنہیں بہت خوش پایا ہے۔ میری موجودگی میں بہت سے مہمان معزز آئے ہوئے تھے جن کی ارادت بڑے پایہ کی تھی اور بے حد عقیدتمند تھے۔ مرزا صاحب کی وسیع الاخلاقی کا یہ ادنیٰ نمونہ ہے کہ اثنائے قیام کی متواتر نوازشوں کے خاتمہ پر بایں الفاظ موقعہ دیا کہ ہم آپ کو اِس وعدہ پر اجازت دیتے ہیں کہ آپ پھر آئیں، اور کم از کم دو ہفتہ قیام کریں۔ اُس وقت کا تبسّم ناک چہرہ اب تک میری آنکھوں میں ہے۔"

(بحوالہ بدر ۲۵ رمئی ۱۹۰۵ء)

---

تبصرہ

## "تین مسئلے"

زیرِ نظر کتابچہ جماعت احمدیہ کے مربّی مکرم الحاج مولوی عزیز الرحمٰن صاحب منگلا کا ترتیب یافتہ ہے۔ اس کتابچہ میں فاضل مصنّف نے وفاتِ مسیح ناصری علیہ السلام، نبوتِ اتباعیہ اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہم موضوعات پر کافی تفصیلی اور جامع بحث کی ہے۔ اس مختصر سے رسالہ میں ہر سہ مسائل کے بارے میں جماعت احمدیہ کے موقف کو قرآن و حدیث اور اقوال ائمہ وغیرہ کی روشنی میں احسن طور پر پایۂ ثبوت تک پہنچایا گیا ہے۔ جن لوگوں کو عام طور پر تبلیغی گفتگو کرنی پڑتی ہے ان کیلئے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔ علاوہ ازیں ہر احمدی کیلئے بھی اس کا مطالعہ مفید ہوگا۔

ضخامت $\frac{20 \times 30}{16}$ سائز کے ۱۲۰ صفحات اخباری کاغذ۔ کتابت وطباعت مناسب۔ قیمت ایک روپیہ فی نسخہ۔ ملنے کا پتہ :- مکتبہ الفرقان ربوہ۔ (ع - م - د)

خدارا سوچیئے!

# واضح آسمانی شہادت

(عطاء المجیب راشد ایم۔ اے)

آج سے دس سال قبل مدیر المنیر لائل پور نے لکھا تھا:۔

"ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا ان میں سے اکثر تقویٰ، تعلق باللہ، دیانت، خلوص، علم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے۔ سید نذیر حسین صاحب دہلوی، مولوی انور شاہ صاحب دیوبندی، مولانا قاضی سید سلیمان منصور پوری، مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی، مولانا عبدالجبار غزنوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری اور دوسرے اکابر رحمہم اللہ وغفرلہم کے بارے میں ہمارا حسن ظن یہی ہے کہ یہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے اور ان کا اثر و رسوخ بھی اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں بہت کم ایسے اشخاص ہوئے ہیں جو ان کے ہم پایہ ہوں۔" (المنیر لائلپور ۲۳ فروری ۱۹۵۶ء)

اور اب حال ہی میں مدیر فاران جناب ماہر القادری نے لکھا ہے کہ:۔

"جس زمانہ میں مرزائے قادیان نے دعووں کا سلسلہ شروع کیا ہے اُمتِ مُسلمہ میں ہزاروں افراد ایسے موجود تھے جن کے علم و تقویٰ کے مقابلہ میں مرزا کی زندگی کو قابلِ التفات نہیں سمجھا گیا۔ خود پنجاب میں تونسہ شریف اور گولڑہ شریف کے مشائخِ طریقت تھے۔ اور یو پی کے حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے سامنے مرزا غلام احمد کی ذات آفتاب اور ذرہ کی برابر بھی نسبت نہیں رکھتی۔ حضرت مولانا رشید احمد

گنگوہی اور حضرت مولانا قاسم نانوتوی علم و فضل کے سمندر تھے، تحریر و تحقیق اور شعر و ادب کی خوبی و کمال میں علامہ شبلی نعمانی کے مقابلہ میں مرزا غلام احمد طفلِ مکتب نظر آتا ہے۔ ان بلند و بالا اور ممتاز شخصیتوں کے ہوتے ہوئے مرزائے قادیان کی طرف کسی مسلمان کی نگاہ کس طرح جا سکتی تھی۔ مرزا قادیان کے مقابلہ میں سینکڑوں گنا زیادہ کشش تو سرسید احمد خان کی شخصیت میں تھی۔" (ماہنامہ فاران کراچی اکتوبر ۶۶ء صفحہ ۱۶)

ان بلند بانگ دعاوی کے باوجود ہمارے معاندین کو یہ تسلیم ہے کہ:-

"ان اکابر کی تمام کاوشوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے۔"

(المنیر لائلپور ۲۳ فروری ۱۹۵۶ء)

مخالفین کی انتہائی کوشش کے باوجود جماعت احمدیہ کی ترقی دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے صداقتِ احمدیت پر ایک زبردست فعلی شہادت ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اُس کامل نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بروزِ کامل تھے جن کے بارہ میں آیا ہے کہ:-

"جو اس پتھر پر گرے گا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا لیکن جس پر وہ گرے گا اُسے پیس ڈالے گا۔"

(متی $\frac{21}{45}$)

دنیا نے بچشم خود دیکھ لیا کہ یہ "پہاڑوں جیسی شخصیتیں" اور "بلند و بالا اور ممتاز شخصیتوں" والے لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں اُٹھے لیکن اس آسمانی چٹان سے سر پٹک کر رہ گئے۔ کیا ان اکابر کی تمام کاوشوں کے باوجود آپ کا کامیاب ہو جانا اور جماعت احمدیہ کا برابر ترقی کرتے جانا اس بات کی روشن دلیل نہیں کہ جسے دنیا کے فرزندوں نے ٹھکرایا وہ خدا تعالےٰ کا مقبول بندہ تھا، وہ صادق و راستباز تھا؟ اے کاش کہ ہمارے بھائی خدا ترسی سے کام لیں۔ فھل منکم رجلٌ رشید +


## مکتبہ الفرقان کی کتابیں

یہ مکتبہ عنقریب محدود ہو رہا ہے اسکی شائع کردہ کتب ۳۱ اکتوبر سے پہلے پہلے خرید لی جائیں۔

(۱) تفہیماتِ ربانیہ مجلد تھوڑی تعداد میں ہے سفید کاغذ گیارہ روپے۔ اخباری کاغذ آٹھ روپے۔

(۲) القول المبین۔ اس کتاب میں مودودی صاحب کے رسالہ "ختم نبوت" کا مسکت جواب دیا گیا ہے۔ مجلد قیمت دو روپے۔

(۳) مباحثہ مصر۔ عیسائی پادریوں سے مسیحی مسائل پر دلچسپ مناظرہ اردو ۱۲ پیسے۔ انگریزی ایک روپیہ پچیس پیسے۔

(۴) تحریری مناظرہ۔ پادری عبدالحق صاحب سے الوہیت مسیح پر مناظرہ۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ (مینجر الفرقان ربوہ)

# "بعض افراد" کے متعلق اخبار "پیغام صلح" کے اعتراض کا جواب

(محترم جناب مولوی سیّد احمد علی صاحب فاضل سیالکوٹی)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نصرہ اللہ تعالیٰ نے "احباب جماعت احمدیہ فجی" کے نام ایک پیغام میں فرمایا تھا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول کا وہ مقام حاصل کیا جو اُمتِ محمدیہ میں کسی بزرگ نے آپ سے پہلے حاصل نہ کیا تھا اور جسے آئندہ بھی امتِ محمدیہ کا کوئی بزرگ حاصل نہ کر سکے گا اسلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو نبی کا نام عطا کیا گیا۔"

اس عبارت کو درج کرکے "پیغام صلح" رقمطراز ہے کہ:-

"معلوم ہوتا ہے خلیفہ صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات اور آپ کی کتابوں سے بھی پوری واقفیت نہیں۔"

اور دلیل یہ دی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ "الوصیت" میں لکھا ہے کہ:-

"اس طرح پر بعض افراد نے باوجود اُمتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا۔"

پھر لکھا ہے کہ:-

"معلوم نہیں خلیفہ صاحب اس کے کیا معنی کریں گے۔ اگر قادیانی لغت میں بعض افراد کے معنی ایک ہی فرد کے ہیں تو انہیں سوچنا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے اس ارشاد کی روشنی میں ان کا یہ بیان کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول کا مقام امتِ محمدیہ میں کسی نے حاصل نہیں کیا۔ ...... حالانکہ مندرجہ بالا ارشاد میں ہی حضرت مسیح موعودؑ نے بعض افرادِ امت کے متعلق صاف طور پر لکھا ہے کہ انہوں نے باوجود امتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا" (پیغام صلح ۲۴ ستمبر ۱۹۶۹ء)

ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ پر مفتریانہ رنگ میں یہ طعن کیا ہے کہ آپ کو "حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات اور آپ کی کتابوں سے بھی پوری واقفیت نہیں" مگر حقیقت اس کے برعکس ہے اور اس کی بنا پر اگر میں یہ کہوں کہ خود ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور آپ کے ارشادات سے واقفیت نہیں تو یہ مبالغہ نہ ہوگا۔ بلکہ میں تو یہ بھی کہوں گا کہ ایڈیٹر صاحب کو حدیث بخاری تو کجا مشکوٰۃ کی بھی واقفیت نہیں اور نہ ہی وہ قرآنی محاورات سے آگاہ ہیں کیونکہ ایڈیٹر صاحب نے

الفاظ "بعض افراد" سے اپنی واقفیت کی بناء پر ہی دھوکہ کھایا اور الزام لگایا ہے اگر انہیں مطالعہ ہوتا تو انہیں معلوم ہوتا کہ :-

۱- خود سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرما چکے ہیں کہ :-

"اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے"
(حقیقۃ الوحی ص۳۹)

ایڈیٹر صاحب پیغام صلح غور کریں کہ جو بات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نصرہ اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے آیا وہ وہی نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہے ؟

۲- پھر حضور کا ارشاد یہ بھی ہے کہ :-

"احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا یعنی اس کثرت سے مکالمہ ومخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہوں گے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فلا یظھر علیٰ غیبہٖ احداً الا من ارتضیٰ من رسول" (حقیقۃ الوحی ص۳۹)

۳- پھر حضور فرماتے ہیں :-

"غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی"
(حقیقۃ الوحی ص۳۹۱)

۴- اور فرمایا کہ :-

"اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں وہ بھی اسی قدر مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پالیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے ..... احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا" (حقیقۃ الوحی ص۳۹۱)

جناب ایڈیٹر صاحب ! سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث

ایدہ اللہ بنصرہ کا "پیغام" تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات عالیہ کے عین مطابق ہے مگر افسوس کہ آپ ان سے ناواقف ہیں یا عمداً ان سے رُوگردانی کر رہے ہیں۔

۱۔ ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کا "بعض افراد" سے مغالطہ کھانا یا لوگوں کو مغالطہ دینے کی کوشش کرنا یہی ظاہر کرتا ہے کہ خود انکو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے محاورہ سے "پوری واقفیت نہیں" ہے۔ سُنیئے:۔

(الف) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ازالہ اوہام (خورد ص۱۳۱) میں تحریر فرمایا ہے "کہ سکھوں نے قادیان کی مساجد میں سے بعض کو دھرم سالہ بنا کر قائم رکھا جو اب تک موجود ہیں۔" حالانکہ ایسی ایک ہی مسجد ہے جیسا کہ مصنف صاحب "مجدد اعظم" (ص۶۹۶) کو بھی تسلیم ہے۔

(ب) سُرخی کے چھینٹوں والے نشان کے تذکرہ میں حضورؑ فرماتے ہیں کہ "اس سُرخی کے قطرے میرے اور میاں عبد اللہ کے کپڑوں پر پڑے ..... میں نے اپنے کُرتہ اور اسکی ٹوپی پر سرخ اور تر قطرے دیکھے ..... بعض کپڑے اب تک میاں عبد اللہ کے پاس موجود ہیں۔" (نزول المسیح ص۲۲۷) حالانکہ آپ نے خود ہی دوسری جگہ تحریر فرمایا ہے کہ ایسا کپڑا ایک ہی ہے:۔

(۱) "اس نے میرا کُرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا جو اب تک اس کے پاس موجود ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص۲۵۵)

(۲) "میرا کُرتہ اس پانی سے تر ہو گیا ..... اور وہ کُرتہ میاں عبد اللہ سنوری نے تبرک کے طور پر مجھ سے لے لیا اور اب تک موجود ہے۔" (ضمیمہ چشمہ معرفت ص۵۹)

خلاصہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "بعض" کا لفظ ایک کے لئے بھی استعمال فرمایا ہے اور یہ محاورہ **قرآن کریم** اور **احادیث** سے بھی ثابت ہے جس سے ایڈیٹر صاحب پیغام صلح ناواقف ہیں۔

۲۔ (۱) صحیح بخاری جلد اوّل کتاب التیمم ص۴۱ پر حضرت عائشہؓ کی روایت میں "فی بعض اسفارہٖ" کے لفظوں میں **بعض** کا لفظ **ایک** کے معنوں میں مستعمل ہے۔

(۲) بخاری جلد اوّل کتاب الصوم باب القبلۃ للصائم ص۲۱۱ پر بھی حضرت عائشہؓ کی روایت میں "لیقبل بعض ازواجہ وھو صائم ثم ضحکت" میں "بعض ازواج" سے مراد صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اپنی ذات مراد ہے۔

(۳) بخاری کتاب الغسل بالاعتکاف ص۴۴ پر "اعتکف معہ بعض نسائہ وھی مستحاضۃ" کے الفاظ میں جس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف **ایک بیوی** ہے۔

(۴) بخاری کتاب الصلوٰۃ ص۴۹ پر حدیث جابرؓ "خرجت مع النبی صلعم فی بعض اسفارہٖ" میں صرف **ایک سفر** کا ذکر مراد ہے۔

(۵) اگر ایڈیٹر صاحب پیغام صلح نے بخاری نہ بھی صرف

مشکوٰۃ کا ہی مطالعہ کیا ہوتا تو ایسی روایات
وہاں بھی ملاحظہ کر سکتے تھے۔ مثلاً:-
"یقبل بعض نسائہ الخ" والی روایت
مذکورہ ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ کے
حوالہ سے مشکوٰۃ ص۴۱ باب مایوجب
الوضوء میں بھی موجود ہے۔
(۶) پھر مشکوٰۃ باب مخالطۃ الجنب ص۴۹ پر
ابن عباسؓ کی روایت میں "اغتسل بعض
ازواج النبی صلعم" میں بعض ازواج
سے مراد صرف ایک حضرت میمونہؓ ہیں۔ جیسا کہ
روایت کے آخر پر ذکر ہے۔
(۷) ایسا ہی باب الغصب والعاریۃ ص۲۵۵
پر حدیث انسؓ میں "کان النبی صلعم عند
بعض النساء" کے بین السطور حاشیہ
میں لکھا ہے کہ "بعض نساء" سے مراد صرف
حضرت عائشہؓ ہیں۔ مگر ایڈیٹر صاحب پیغام صلح
"بعض" کے محاورہ سے قطعاً ناواقف ہیں۔
اور نہ ہی ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کی کتب کی "پوری واقفیت" ہے اور نہ
وہ حدیث بخاری بلکہ مشکوٰۃ سے ہی واقف
ہیں ورنہ ایسی غلطی کا ارتکاب نہ کرتے۔
۳۔ اس سے بھی بڑھ کر قابل تعجب امر یہ ہے کہ
مدیر پیغام صلح قرآن کریم کی تلاوت سے بھی
عاری معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ محاورہ
قرآن کریم سے بھی ثابت ہے۔ مثلاً:-

(الف) سورۃ ص ع۲ میں "خصمان بغی
بعضنا علی بعض...... ان
ھذا اخی لہ تسع و تسعون
نعجۃ ولی نعجۃ واحدۃ" میں
بعض سے مراد بھی ایک شخص ہے۔
(ب) سورۃ تحریم ع۱ میں "اذ اسرّ النبی
الی بعض ازواجہ حدیثاً"
میں بھی "بعض ازواج" سے صرف
ایک بیوی مراد ہے۔

الغرض "بعض" کا لفظ محاورہ میں ایک
کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور جبکہ حضرت
مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقۃ الوحی ص $\frac{390}{391}$ میں
نہایت ہی صراحت سے یہ فرما دیا ہے کہ "بعض افراد
سے مراد" میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں" اور
نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا
گیا" تو پھر ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کا سیدنا
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نصرہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض
کرنا اپنی ناواقفیت کا مظاہرہ کرنا ہے +

## ولادت

محترم مرزا نذیر احمد صاحب نائب صدر جماعت میرپور خاص کو
اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث
ایدہ اللہ بنصرہ نے نومولود کا نام بشارت احمد ناصر تجویز فرمایا ہے
دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے والدین کے لئے قرۃ العین بنائے
آمین۔ (ادارہ)

عیسائی صاحبان کیلئے قابل غور

# باپ اور بیٹے میں اختلاف؟

## ایک پادری صاحب سے دلچسپ گفتگو

(مکرم جناب روشن الدین صاحب صراف اوکاڑہ)

وسط جون ۱۹۶۵ء کا ذکر ہے میں مشن ہسپتال منٹگمری گیا۔ کمرۂ انتظار میں کوئی بیس کے قریب کرسیاں بچھی ہوئی تھیں جن پر لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک میز پر مسیحی لٹریچر موجود تھا اور ہر طرف تصویریں لٹک رہی تھیں۔ ایک پادری صاحب آئے وہ ایک ایک کر کے تصاویر دکھاتے جاتے تھے اور ساتھ ساتھ تقریر بھی کرتے جاتے تھے۔ نینوا کی ایک عورت کی تصویر دکھائی گئی جس کا بچہ فوت ہو گیا تھا اور وہ روتی ہوئی حضرت مسیحؑ کے پاس گئی۔ حضرت مسیحؑ اس عورت کے ساتھ گئے اور اس کے مُردہ بچے کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور کہا اُٹھ چنانچہ وہ زندہ ہو گیا اور اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ پادری صاحب کے اِس بیان پر مَیں نے کہا پادری صاحب یہ تو بہت بڑا اختلاف ہو گیا خدا باپ ایک آدمی کو مارتا ہے اور خدا بیٹا اسے زندہ کر دیتا ہے' باپ بیٹے میں اس قدر اختلاف نہیں ہونا چاہیئے۔ کیا اِس طرح دنیا میں خدا کی حکومت قائم ہو سکتی ہے؟ اس طرح تو بات بات پر باپ بیٹے میں اختلاف ہوا ہو گا۔ دراصل نینوا کی عورت نیک تھی بچہ روحانی طور پر مُردہ تھا۔ پادری صاحب کہنے لگے کہ یسوع نے ایسے توہزارہا روحانی مُردے زندہ کئے تھے۔ مَیں نے کہا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لاکھوں مُردے زندہ کئے اور وہ صرف آپؐ کی آواز سے' ہاتھ سے پکڑنے کے بغیر ہی زندہ ہو گئے۔ آیت اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ کے مطابق حضورؐ کے آواز دینے سے ہی لکھوکھہا انسان جو زندہ درگور تھے آپؐ کے گرد جمع ہو گئے اور ہر نبی اسی طرح کے مُردے زندہ کیا کرتا ہے۔

اس کے بعد پادری صاحب نے بات کرنے سے انکار کر دیا اور اپنی تقریر جاری رکھی۔ جب وہ ختم کر چکے تو مَیں نے کہا پادری صاحب! مجھے پطرس حواری کی تو تصویر دکھائیں جس کے ہاتھ میں جنت کی کُنجیاں دی گئی تھیں اور اس نے حضرت مسیحؑ پر تین بار لعنت کی تھی۔ پادری صاحب نے فوٹو تو نہ دکھایا مگر اتنا کہا کہ دراصل ان کو غلطی لگ گئی تھی اور بعد میں انہوں نے معافی مانگ لی تھی۔ مَیں نے کہا پادری صاحب! معافی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا جبکہ حضرت

مسیح آپ کے عقیدہ کے رُو سے آپ لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ہو گئے تھے تو سب سے پہلے تو پطرس حواری کا ہی حق تھا کہ آپ ان کا کفارہ ہوتے توبہ کرنے یا معافی مانگنے کا تو سوال ہی نہیں تھا۔

پھر مَیں نے کہا پادری صاحب! آپ حضرت مسیح کو سب نبیوں پر فضیلت دیتے ہیں لیکن ساری عمر میں آپ کے خاص حواری صرف بارہ تھے جن میں سے پطرس کو خاص فضیلت حاصل تھی مگر خطرہ کے وقت وہ بھی آپ پر تین بار لعنت کر کے الگ ہو گیا۔ انکے مقابلہ میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو دیکھئے انہوں نے کس قدر قربانیاں دیں۔ ہر خطرہ کے وقت آپ کے گرد جمع رہتے تھے۔ وہ یہ بھی پسند نہ کرتے تھے کہ آپؐ کے پاؤں میں کانٹا چُبھے اور وہ آرام سے بیٹھے رہیں۔ ہمارے نبی کریمؐ کے صحابہؓ نے کہا کہ یارسول اللہ! ہم آپکے آگے بھی لڑینگے اور پیچھے بھی' دائیں بھی لڑینگے اور بائیں بھی۔ دشمن اگر ہماری لاشوں پر سے گزرتا ہوا آپ تک پہنچ جائے تو پہنچ جائے ورنہ جیتے جی ہم اسے آپ تک نہ پہنچنے دینگے۔ یارسول اللہ یہ سامنے سمندر ہے اگر حکم دیں تو ہم اسمیں گھوڑے ڈال دینگے۔ مَیں نے کہا پادری صاحب دیکھئے کس قدر فرق ہے ہمارے نبی کریمؐ کے صحابہؓ میں اور حضرت مسیحؑ کے صحابہ میں؟

پادری صاحب میرا نام و پتہ دریافت کر کے خاموش ہو گئے۔ اس مجلس میں یہ گفتگو سننے والے مسلمان بھائی بہت خوش ہوئے کیونکہ پادری صاحب جو کچھ سنایا کرتے تھے لوگ سُنتے رہتے تھے اور کبھی کسی نے ان کی بات کا جواب دیا تھا۔

---

# ذبیح اللہ کون تھا،

## حضرت اسماعیلؑ یا حضرت اسحاقؑ؟

(محترمہ سیدہ منصورہ صاحبہ ٹکسالی دروازہ لاہور)

پیدائش باب ۱۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ چھیاسی برس کے تھے تو اُن کے ہاں حضرت اسماعیلؑ پیدا ہوئے۔ پھر پیدائش باب ۲۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ سَو سال کے تھے تو حضرت اسحاقؑ پیدا ہوئے۔ اس کا مطلب صاف ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ سَو برس کے تھے تو ان کے ہاں دُو بیٹے موجود تھے۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ پیدائش باب ۲۲ میں مرقوم ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہُوا ہے کہ اپنے بیٹے اضحاق کی جو تیرا اکلوتا بیٹا ہے قربانی کر۔

عیسائی صاحبان جواب دیں کہ جب حضرت ابراہیمؑ کے دُو بیٹے موجود تھے تو پھر اسحاق کو اکلوتا بیٹا کہنا کہاں کا انصاف ہے؟ یہ تو صریحاً بائیبل کے اپنے بیان کے خلاف ہے معلوم ہوتا ہے کہ دیدہ دانستہ بائیبل کے بیان کو بدلا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم یہ دیا ہوگا کہ اپنے پلوٹھے بیٹے اسماعیلؑ کو قربان کر۔ مگر عیسائیوں کو یہ بات پسند نہیں تھی اسلئے انہوں نے بائیبل میں تحریف کر دی ہے کیا کوئی عیسائی اس کا جواب باصواب دے گا؟ +

---

# تربیت کی اہمیّت

(عطاء الکریم صاحب بی۔اے، شاھد)

تاریخِ عالَم ایسے بیشمار معجزات اور حیرت انگیز واقعات سے عبارت ہے کہ درست تربیت کے نتیجہ میں جاہل افراد اور اقوام نے ترقی کی منازل طے کرکے اوجِ ثریا کی ہمسری کی۔ اور غلط قسم کی تربیت کے نتیجہ میں مضبوط، طاقتور اور مہذّب اقوام کا شیرازہ بھی بکھر کر رہ گیا۔ چشمِ تصوّر مجھے آج سے چودہ سو برس قبل کی عرب تہذیب میں لے چلتی ہے۔ مَیں اُن حیوان نما انسانوں کو دیکھ رہا ہوں جن کا وجود انسانیت کے لئے باعثِ ننگ و عار ہے۔ وہ کس بے حیائی کے مرتکب نہ ہوتے اور کس گناہ سے اعراض کرتے؟ اُس دَور کی مہذّب اقوام عربوں کو پرِ کاہ کے برابر بھی اہمیت دینے کیلئے تیار نہیں تھیں۔ اُس دَور کا عرب شرابی، مسرف، قبائلی عصبیت کا شکار اور میدانِ جنگ میں درندگی کا نمونہ تھا۔ دورانِ جنگ میں وہ کسی ضابطہ اور قانون کا پابند نہ تھا۔ یہ تو تصویر کا صرف ایک رُخ تھا۔

جب اسلام کی آغوش میں پناہ لینے والے عرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ سے فیضیاب ہوئے تو اُنکی کایا ہی پلٹ گئی۔ پھر میری چشمِ تصوّر نے دیکھا کہ دس ہزار قدوسیوں کا لشکر آقائے دو جہاںؐ کی قیادت میں مکّہ میں داخل ہو رہا ہے۔ ہاں اُسی مکّہ میں جہاں اُنہیں برسوں تک ہر ظلم و ستم کا بے دریغ نشانہ بنایا گیا۔ دنیا کی کوئی اور فاتح فوج ان حالات سے دوچار ہوتی تو بستی میں خون کی ندیاں بہا دیتی لیکن جب اِن عظیم اور مقدس انسانوں کے پیارے آقا حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جانی دشمنوں کو لاتثریب علیکم الیوم کہہ کر معاف کر دیا تو انہوں نے بھی کمال انشراحِ صدر سے آمنّا وصدّقنا کہا اور پھر اس تربیت یافتہ لشکر کا ہر سپاہی خدا کی حمد کے ترانے گاتا ہوا ماضی کے جانی دشمنوں کے مال و جان اور عصمتوں کا محافظ بن گیا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اس امانت کا بار فتح کے عالم میں اٹھایا جب طاقت کا نشہ ہر چیز پر حاوی ہوتا ہے۔ اللّٰھم صلّ علیٰ محمّدٍ وعلیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بچہ تو فطرتِ صحیحہ پر ہی پیدا ہوتا ہے مگر اس کے ماں باپ غلط تربیت کی بنا پر اسے یہودی، نصرانی اور مجوسی بنا دیتے ہیں۔ یہ کتنی بڑی وعید ہے اُن والدین کے لئے جو اپنے بچوں کی غذا، لباس اور رہائش کا انتظام تو اعلیٰ پیمانہ پر کرتے ہیں مگر اُن کی دینی اور اُخروی ضروریات سے صرفِ نظر کر جاتے ہیں۔

خدا تعالیٰ ہم سب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنی اولادوں کی نیک تربیت کرکے انہیں اسلام و احمدیت کے جاں نثار فرزند بنانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین +

# گلدستۂ عقیدت

## بحضور سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ

(محترم جناب ماسٹر محمّد ابراہیم صاحب شاؔد)

سلامت بر تو اے مردِ سلامت | تُرا زیبد بسے تاجِ خلافت
عدُو شد خائب و خاسر بذِلّت | نہاں در خاک شد بُغض و عداوت
وفاتِ حضرتِ محمودؓ مارا | بکرد از اضطراب و کرب ساکت
پریشان و شکستہ حال بودیم | تُو آوردی بما تسکین و راحت
ہمہ رنج و غم و آلام رفتہ | مبارک صد مبارک انتخابت
بوقتِ ابتلاء و آزمائش | عطا شد از خداوند استقامت
رضائے حق بیاں شد از زباں ہا | کہ باشد دستِ یزداں بر جماعت
ظہورِ ناصرِ دیں بالیقیں شد | عیاں شد بر جہاں نُورِ صداقت
خدا ممتاز کرد "ابنائے فارس" | بباعث خدمتِ دیں تا قیامت
نبوّت قدرتِ اُولیٰ بباشد | بباشد قدرتِ ثانی خلافت
نبوّت بہرِ تکمیلِ ہدایت | خلافت بہرِ تکمیلِ اشاعت
مقدّر غلبۂ دینِ قویم است | مگر باشد بہ انوارِ خلافت
خداوندِ جہاں برما کرم کرد | کہ آمد "نافلہ" با صد کرامت
تُرا حاصل شود عمرِ درازے | بیابی از خدا پیہم اعانت
فدا کردن دل و جاں از برایت | بود از بہرِ ما فخر و سعادت

غلامِ ناصر و محمودؓ ہستم
منم دِلشاد و خوش بختم بطاعت

# تصویر کے متعلق علماء کے قول و فعل میں نمایاں تضاد

## دو ٹوک اور متفقہ فیصلہ کی ضرورت

{ ذیل میں ہم لاہور کے ہفت روزہ اخبار شہاب ۱۱ ستمبر ۱۹۶۶ء سے رمزی صاحب کا ایک دلچسپ مضمون ہو بہو نقل کرتے ہیں۔ احباب اسے توجہ سے ملاحظہ فرمائیں ——— (ایڈیٹر) }

رمزی کے ذہن میں کسی چیز کے حرام یا حلال ہونے کا تصور یہ ہے کہ جس چیز کو اجماعِ امّت کے ذریعہ حرام قرار دیدیا گیا وہ حرام ہے جس چیز کے حلال ہونے پر اجماع ہو گیا وہ حلال ہے۔ اس کے بعد انفرادی اور ذاتی خیالات تصورات یا نظریات کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی اور اس ضمن میں شرعی قوانین میں ردّ و بدل کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ ایک اصول طے پایا کہ نشے کی حالت پیدا کرنے والی ہر چیز حرام ہے۔ اس لئے ہر وہ چیز جو نشے کی حالت پیدا کر دے حرام ہوگی بیئر چونکہ شراب کی ایک قسم ہے اور حالتِ سکر پیدا کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہے اس لئے بیئر بھی حرام ہے۔ کوئی صاحب اگر شرعی حدود کو وسیع کرنے کے مخلصانہ جذبے کے تحت تحقیق مزید کا شوق پورا کرنا چاہیں تب بھی یہ حرام ہی رہے گی وہ صاحب کتنا ہی وقت کیوں نہ ضائع فرمائیں۔

میں ہوگی لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ حتمیت اور قطعیت بزرگانِ سلف کی محنت اور ذہانت کا ثمرہ ہے جو مسائل ان کے سامنے آئے انہوں نے پوری دیانت داری، پورے خلوص اور پوری محنت سے ان کی تحقیق کی اور اس کے لیے قطعی اور سمجھ میں آنے والا اصول قرآن و سنّت کی روشنی میں وضع کر دیا۔ یہ اصول زمانے اور دَور کی قید سے آزاد ہر موقع پر استعمال ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے **لیکن بعض ایسے بھی مسائل تھے جو ہمارے ان بزرگوں کے سامنے نہیں آئے** اس لئے ہمیں اس سلسلے میں ان سے کوئی رہنمائی نہیں ملتی اور یہ مسائل بعض عجیب و غریب ذہنی الجھنیں پیدا کرتے اور ذہنوں کو پریشان کرتے ہیں۔ ان میں سے بڑا ہی نمایاں اور اہم مسئلہ کیمرے سے **تصویریں کھچوانے** اور ان کی عام نشر و اشاعت کا مسئلہ ہے جو بعض صورتوں میں بڑے دلچسپ واقعات کو پیدا کرنے کا باعث بن جاتا ہے۔

---

یہ ایک قطعی موضوع کے متعلق تھی اور واضح فیصلہ تھا اور اس موضوع پر جو بھی بات ہوگی اتنی ہی اور قطعی انداز

---

مثلاً **رمزی** کے ایک صحافی دوست نے **رمزی** کو بتایا کہ ایک **عالمِ دین** نے انہیں **"پرائیویٹ"** طور پر کہا

**اِس دفعہ ہماری تصویر ضرور شائع ہو جانی چاہیئے**۔ اور جب مذکورہ صحافی نے ازراہِ مروّت اپنے فوٹو گرافر کو "**حضرت مولانا**" کی تصویر لینے کی ہدایت کر دی اور فوٹو گرافر نے تصویر لینے کے لئے کیمرہ سیدھا کیا تو حضرت مولانا فوٹو گرافر پر برس پڑے اور اُسے بہت ڈانٹا کہ وہ **خلافِ شرع** بات کرنے کے لئے مسجد تک میں گھس آیا ہے اور مسجد کی حرمت کا بھی اُس نے خیال نہیں کیا۔ ان کی اس تقریر دلپذیر سے متاثر ہو کر فوٹو گرافر نے ان کی فوٹو نہیں لی۔ حضرت مولانا نے پرائیویٹ طور پر فوٹو گرافر سے شکوہ کیا کہ اس نے ان کی تقریر سے کیوں اثر لیا اور فوٹو لینے سے کیوں احتراز کیا۔ بعض **علمائے کرام** کا یہ حال بھی رمزی نے دیکھا کہ جلسے میں انہوں نے اعلان فرمایا کہ وہ فوٹو لینے اور فوٹو چھاپنے کو مطلق حرام سمجھتے ہیں لیکن اگر فوٹو گرافر اس پر اصرار کریں تو اس کا کیا علاج ہے۔ عام طور سے یہ جواز پیش کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی آپ کو گولی مار دے تو آپ کیا کر سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی آپ کی فوٹو لے لے تو آپ اس کا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ دہلی کا ہفتہ وار اخبار انگریزی جریدہ "ریڈئنس" **جماعت اسلامی** کا ترجمان اخبار ہے اور اپنے صفحات میں تصویریں شائع نہیں کرتا۔ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ تصویریں شائع کرنے کو خلافِ اسلام سمجھتا ہے لیکن اسی اخبار نے اپنی چار ستمبر کی اشاعت میں سید قطب شہید کی **تصویر** شائع کی ہے اور اسے "ننگ کنٹری" کہہ کر اس کی اشاعت کا جواز پیدا کرنے اور اپنی "خلافِ شرع" حرکت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

---

یہ باتیں دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ بڑی دلخراش بھی ہیں اور نئی نسل پر ان کا بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔ مثلاً رمزی ایسے کئی نوجوانوں کو جانتا ہے جو اسی بنا پر بڑے سے بڑے عالمِ دین کی شان میں گستاخی کر بیٹھتے ہیں۔ ایک محفل میں ایک نوجوان نے اسی بنا پر ایک قابلِ احترام ہستی کو "**منافق**" کا نام دے دیا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس نے کتنی بڑی گالی دی ہے۔ جب اسے سمجھایا گیا تو اُسے افسوس ہوا لیکن وہ **علمائے امّت کے قول اور فعل کے اس خاصے بڑے تضاد** پر بہت کڑھ رہا تھا اور اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیمرے سے لی ہوئی فوٹو اور اس کی نشر و اشاعت کو حرام سمجھے یا حلال قرار دے۔ المیہ یہ تھا کہ رمزی اور دوسرے شرکائے محفل اسے یہ بات سمجھانے سے قطعی عاجز تھے اور اس پر واضح نہ کر سکے کہ **اگر فوٹو گرافی واقعی حرام ہے تو علماء کی تصویریں کیوں شائع ہوتی ہیں اور اگر یہ حرام نہیں تو منبر سے یہ آوازیں کیوں بلند ہوتی ہیں کہ یہ حرام ہے**۔ مختصر لفظوں میں اس کے سامنے کوئی ایسا منطقی اصول موجود نہ تھا جس پر وہ اس کو اس طرح پرکھ لیتا جس طرح مثلاً بیئر کے حرام نہ ہونے کے فتوے کو اس نے پرکھ لیا تھا۔

---

اس نے اپنی طرف سے ایک قاطع دلیل پیش کی۔ بولا شاہ سعود ایک ایسی مملکت کے سربراہ ہیں جس میں

اسلام کا قانون نافذ ہے۔ شاہ سعود جب پاکستان کے دورے پر تشریف لائے تو انہوں نے استقبال کرنے والوں میں سے ایک خاتون سے ہاتھ ملاتے وقت اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ لیا تھا۔ ان کی منطق سیدھی تھی۔ نامحرم مرد اور عورت کے ہاتھوں کے مَس کو اسلام جائز نہیں سمجھتا۔ یہ بات سب کی سمجھ میں فوراً آگئی اور شاہ سعود کے اِس امر کو مغرب پرستوں کے علاوہ ہر حلقے میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا اور اس کی تعریف کی گئی۔ اِس **پابندِ شرع اور عاملِ شرع حکمران کی تصویریں دنیا کے ہر اخبار میں ہر روز شائع ہوتی ہیں**۔ بلکہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ خود **سعودی عرب کا سفارتخانہ** ان تصویروں کی نشر و اشاعت کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اگر تصویر کشی اور تصویروں کی اشاعت کی تحریم کے باب میں کوئی قطعی دلیل قرآن و سُنّت میں موجود ہوتی تو شاہ سعود اس کو کیوں جائز سمجھتے؟

جہاں تک رمزی کو یاد ہے شرکائے محفل میں سے کسی عالِم دین کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا۔ جو جواب دیئے گئے وہ یونہی تھے۔ نہ دیئے جاتے تو بہتر ہوتا۔

---

سوال یہ ہے کہ اِس عجیب و غریب صورتِ حال کو کہاں تک طول دیا جائے گا اور اس کے نفسیاتی اثرات کو کب تک مطالعہ کی زد سے محفوظ رکھا جائے۔ دوسرے لفظوں میں اس سوال کا بہادری کے ساتھ مقابلہ کرنے سے کب تک بچا جائے گا اور دینی حلقے اِس نہایت درجہ اہم سوال سے کب تک خوفزدہ رہیں گے؟ پورا عالَم اسلام اس خوف کو ترک کر چکا ہے کہ کیمرے سے کھینچی ہوئی تصویروں اور ان کی نشر و اشاعت مسلمان ذہن کو بُت پرستی کی طرف مائل کر سکتی ہیں اور شرک سے آلودہ کرنے پر قادر ہیں۔ یہ بات کسی کی سمجھ میں نہیں آتی کہ کسی مولوی صاحب، کسی پیرجی یا کسی قائدِ قوم کی تصویر اگر اخبارات میں شائع ہوگئی، اُن کے معتقدین یا ہم خیالوں کے حلقے میں چلی گئی تو وہ دن آجائے گا جب ان کے معتقدین اور ہم خیال لوگ اس پر پھول چڑھائیں گے، اس کے آگے گھنٹیاں بجائیں گے یا اس کی پرستش کرنے لگیں گے۔ پاکستان میں قائدِ اعظم سے زیادہ محبوب شخصیت کوئی نہیں ہے۔ علامہ اقبال سے بڑا قائدِ فکر ابھی تک اا برسوں میں پیدا نہیں ہوا۔ یہ نہیں ہوا کہ ان کے کسی بڑے سے بڑے معتقد یا متأثر نے ان کی پرستش شروع کر دی ہو۔ آئندہ بھی اس کا کوئی خطرہ نہیں۔ خدا تک پہنچنے کے لئے کسی ہم جنس کو وسیلہ بنانے کا جذبہ بہرحال ایک انسانی ضرورت ہے۔ اگر اسے شرک و بدعت کا نام دیا جا سکتا ہے تو ہم سب اس میں مبتلا ہیں اور کسی بڑے سے بڑے موحّد کے لئے یہ دعویٰ جائز نہ ہوگا کہ اس نے خدا کو پہچاننے کیلئے کسی بندے کا دامن نہیں تھاما۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عبدیت ہی کا سرمایۂ افتخار ہے اور

کون ہے جو یہ دعویٰ کر سکے کہ اگر یہ ذات نہ ہوتی تب بھی ہم خدا کو جان جاتے۔

---

اس لئے "رمزی" اور "شہاب" دونوں کے نزدیک سوال اہم ہے کہ **تصویر کی تحریم کے متعلق یہ دو رُخی پالیسی کب تک چلتی رہے گی۔** یہ پالیسی نہایت خطرناک نفسیاتی عوارض پیدا کر سکتی ہے اور کر رہی ہے۔ اس لئے اس سلسلے میں **دو ٹوک فیصلہ** ہونا چاہیئے۔ دینی حلقوں کو اس سوال پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا چاہیئے اور **ایک متفقہ فیصلہ** کرنا چاہیئے کہ موجودہ نسل علماء کی اس دو رنگی سے متاثر و مرعوب ہو کر اتنی بے راہ نہ ہو جائے کہ انہیں واپس لانے کے سارے راستے مسدود ہو جائیں"۔

## مبارکباد

محترم جناب بشیر احمد صاحب سفینۂ حجاج سے محترم مولوی محمد اجمل صاحب شاہد ایم۔ اے کو لکھتے ہیں:۔

"آپ کا مضمون "نقش ثانی" بجواب "نقشِ اوّل" از ماہر القادری کل الفرقان میں پڑھا۔ نہایت شستہ اور بہترین مضمون ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ نے قادری صاحب کا منہ بند کر دیا ہے۔ آپ کی اس کامیابی پر نہایت خوشی ہوئی۔ مبارک ہو۔ دل سے آپ کے لئے، مولانا عبدالمالک صاحب اور حضرت مولانا ابو العطاء صاحب کے لئے دعا نکلی۔"

# ایک ضروری خط

محترمی حضرت مولوی صاحب!

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

(الف) الفرقان شمارہ ستمبر میں برادرم مولوی محمد اجمل صاحب کا "نقشِ ثانی" پڑھ کر ان کے لئے بے ساختہ دعا نکلی۔ بڑے عمدہ انداز میں انہوں نے ماہر القادری صاحب کے فرسودہ اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں۔ ماہر القادری صاحب عمر بھر بھٹکتے رہے ہیں۔ کبھی کچھ اور کبھی کچھ۔ لیکن وہ کسی بھی جگہ جم نہیں سکے۔ اب انہوں نے سستی شہرت کے لئے نیا انداز اختیار کیا ہے۔ مجھے تو آج تک ان کے نام کی سمجھ نہیں آسکی۔ "ماہر القادری" عجیب نام ہے۔ جو شخص بزعم خویش "ماہر" بنے، اس کی مہارت معلوم شد۔

(ب) ایک مصرع ع

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

محلِ نظر مضمون میں مولانا ظفر علی خان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ میرے خیال میں یہ مولانا محمد علی صاحب جوہر مرحوم کا ہے۔

پورا شعر یوں ہے سہ

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

(سید سجاد احمد۔ لاہور)

---

تبصرہ منقول از ہفت روزہ "لاہور"

۔۔۔ ۱۹ ستمبر ۱۹۶۶ء

# ماہنامہ "الفرقان" (ربوہ) کا خاص نمبر

"پاکستان کے ممتاز دینی ماہنامہ "الفرقان" کی زیر نظر خصوصی اشاعت ماہنامہ "فاران" (کراچی) کے شمارہ جولائی ۱۹۶۶ء میں مطبوعہ مدیر فاران (ماہر القادری صاحب) کے اس طویل مقالہ کے جواب کا حکم رکھتی ہے جس میں انہوں نے جماعتِ احمدیہ کے اعتقادات اور بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی تعلیمات پر بعض نہایت ہی تیکھے، بھونڈے اور ناپسندیدہ اعتراضات کئے تھے۔ راقم الحروف کی نظر سے "فاران" کا وہ شمارہ بھی گزر چکا ہے مسرت آفریں ہے یہ بات کہ مدیر "الفرقان" اور جناب محمد اجمل صاحب شاہد نے ان اعتراضات کا کافی و شافی جواب نہایت ہی شریف، شستہ، شگفتہ اور پُر وقار مذہبی زبان میں دیا ہے ـــــ اور جواب آں غزل کے طور پر بھی کہیں ماہر القادری ایسی غلیظ اور سُوقیانہ زبان استعمال نہیں کی نہ کسی اعتراض کا الزامی جواب یکسر منہ بند کر دینے ہی پر اکتفا کیا ہے بلکہ ہر سوال کا معقول، مدلّل اور سیر حاصل جواب دیا گیا ہے جو قاری کو بالواسطہ کسی معقول نتیجے پر پہنچنے میں مدد دیتا ہے۔

اس دَور کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ اس میں ہر انڈ پردھان بن بیٹھا ہے اور ماہر القادری ایسے لوگ (جن کا دینی علم اور مطالعہ اہلِ علم سے مخفی نہیں) بھی دینی اور مذہبی مسائل پر قلم اٹھانے سے قبل اپنی علمی حیثیت پر نظر نہیں ڈالتے۔ رہی وہ غلیظ زبان جو ماہر صاحب نے اپنے مقالہ میں استعمال کی ہے تو اس کیلئے وہ لوگ جو اس خاص ماحول کے سیاق و سباق سے باخبر ہیں جس میں ماہر صاحب کا بچپن اور جوانی گزری ہے۔ اُن کیلئے یہ طرزِ بیان و تحریر ہرگز انوکھا یا اچنبھے کی بات نہیں ہو گی البتہ ماہر اگر اس سے کوئی مختلف زبان استعمال کرتے تو انہیں ضرور حیرت ہوتی کہ ان کے مزاج و اُفتادِ طبع نے اتنے تھوڑے عرصہ میں شرافت و ثقاہت کی رنگت کہاں سے چُرا لی۔

نیک نیتی اور شرافت و دیانت کے ساتھ اختلافی مسائل پر لکھنے اور بولنے کا حق ہر شخص کو حاصل ہے اور رہنا چاہیئے لیکن کسی بھی جماعت یا فرقہ کی طرف ایسے غلط، بے بنیاد اور لغو اعتقادات منسوب کرنا جن کا وہ خود کسی رنگ میں بھی نقیب و داعی نہ ہو اور اس کے بزرگوں یا بانی کے متعلق ناشائستگی روا رکھنا تو پرلے درجے کی علمی بد اخلاقی بھی ہے بد دیانتی بھی ـــــ مگر اس بات کا کیا علاج کہ اِس دَور کی علمی کساد بازاری سے فائدہ اُٹھا کر آج ہر چرب زبان اور لفاظ عالم اور قلمکار بنا بیٹھا ہے۔

اچھا کیا اپنی جماعت کی روایتی ثقاہت کو برقرار رکھتے ہوئے مدیر **الفرقان** اور **اجمل شاہد** صاحب نے ماہر القادری صاحب کے دینی علم و مطالعہ کی قلعی بھی کھول دی ـــــ لگے ہاتھوں یہ ملمع بھی اُترا۔

امید ـــــ کہ اس کے پڑھنے سے بہتوں کا بھلا ہو گا۔

مدیر ـــــ ابو العطاء جالندھری

کتابت و طباعت عمدہ $\frac{20 \times 30}{8}$ سائز کے ۵۶ صفحات سرورق آرٹ پیپر کا۔ قیمت ۷۵ پیسے۔

ملنے کا پتہ **مکتبہ الفرقان** ربوہ (جھنگ)"

---

# الفردوس

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دُکان ہے

الفردوس

۸۵- انارکلی لاہور

# رشید آئل کُکرز

بلحاظ

خوبصورتی، مضبوطی، تیل کی بچت

اور

افراطِ حرارت

دُنیا بھر میں

بہترین ہیں

اپنے شہر کے ڈیلر سے

طلب فرمائیں

رشید اینڈ برادرز

ٹرنک بازار سیالکوٹ

# عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں

عمارتی لکڑی دیار، کیل، پڑتل، کافی تعداد میں موجود ہے۔!

ضرورت مند اصحاب

ہمیں خدمت کا موقع دے کر مشکور فرمائیں

★ گلوب ٹمبر کارپوریشن۔ ۲۵۔ نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور فون ۶۲۶۱۸

★ سٹار ٹمبر سٹور۔ ۹۰۔ فیروز پور روڈ لاہور

★ لائلپور ٹمبر سٹور۔ راجباہ روڈ لائلپور۔ فون ۳۸۰۸

# دفتر دوم کی انیس ۱۹ سالہ کتاب

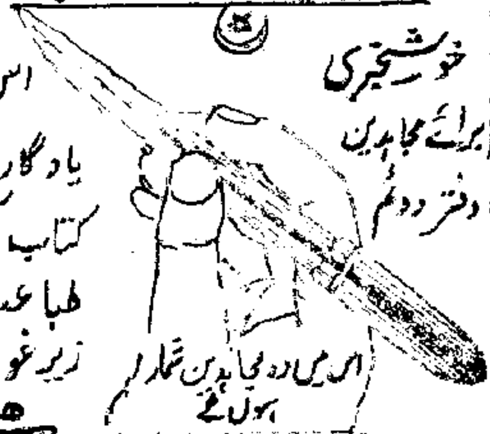


خوشخبری برائے مجاہدین دفتر دوم

اس یادگاری کتاب کی طباعت زیر غور ہے

جن کا چندہ ۱۹۴۵ء سے ۱۹۶۰ء تک ہر سال بغیر کسی ناغہ کے وصول ہوگا

اس لئے اپنے ناغہ کے سالوں کو ابھی سے پورا کر لیجئے

# تحریک جدید آپکی محبوب تحریک ہے

کیونکہ

اس کے ذریعہ دُنیا بھر میں تبلیغِ اسلام ہو رہی ہے۔

## ماھنامہ تحریکِ جدید

آپ کا محبوب ماہنامہ ہے کیونکہ یہ آپ کو بیرونی ممالک میں تبلیغِ اسلام کی تفاصیل سے آگاہ کرتا ہے۔

سالانہ چندہ صرف ڈیڑھ روپیہ یعنی ۲ آنے فی کاپی۔!!

اسے خود بھی پڑھئے اور دوسروں کو بھی پڑھائیے

(مینجنگ ایڈیٹر)

نوٹ :۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اسلئے شائع کی جارہی ہیں تا کہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر مفروری تفصیل سے آگاہ فرما دیں (۲) ان وصایا کو جو نمبر دیئے گئے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں بلکہ رجسٹل نمبر ہیں۔ وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائینگے۔ وصیت کنندگان و سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرمالیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

**مثل نمبر ۱۸۳۱۰** میں شریف احمد ولد مولوی محمد علی قوم سندھو پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن لوہری والہ ڈاکخانہ خاص ضلع گوجرانوالہ صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ ۴/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۶۵/- روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر جسقدر ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ العبد شریف احمد بقلم خود ۲۹ ۴/۶۶ گواہ شد بشیر احمد سیکرٹری مال لوہری والہ ضلع گوجرانوالہ ۱۱ ۵/۶۶۔ گواہ شد عبدالباسط پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ لوہری والہ۔

**مثل نمبر ۱۸۳۱۱** میں مقصود احمد بڑ ولد چوہدری محمد ابراہیم بڑ قوم جٹ بڑ پیشہ ملازمت عمر ۳۱ سال بیعت ۱۹۵۵ بمقام کرتو ڈاکخانہ خاص ضلع شیخوپورہ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد گیارہ ایکڑ اراضی ہے (جو کہ میری پیدا کردہ ہے) یہ اراضی موضع نگمٹ تحصیل و ضلع گوجرانوالہ میں واقع ہے اسکی مالیت تقریباً ۲۵۰۰/- روپے ہیں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائداد داخل کروں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالے کرکے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ ۲۔ لیکن میرا گزارہ اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اسوقت ۱۲۴/- روپے ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ العبد مقصود احمد بڑ ولد چوہدری محمد ابراہیم بڑ بمقام کرتو گواہ شد چوہدری نذیر احمد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کرتو۔ گواہ شد مستری اللہ دتہ سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کرتو ۱۵ ۱/۶۶۔

**مثل نمبر ۱۸۳۱۷** میں محمد صادق ندیم ولد مہدی خان قوم راجپوت پیشہ تجارت عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ ۵/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۰۰/- روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت یکم جون ۱۹۶۶ء سے نافذ کی جائے۔ العبد محمد صادق ندیم ۲۵ ۵/۶۶ معرفت آزاد بک بائنڈرز گولبازار ربوہ۔ گواہ شد خواجہ عبدالمومن زعیم مجلس خدام الاحمدیہ گولبازار ربوہ گواہ شد عبدالعزیز مہتمم مقامی ربوہ۔

**مثل نمبر ۱۸۳۲۱** میں مظفر احمد منصور ولد چوہدری انور علی صاحب قوم نارو راجپوت پیشہ تعلیم عمر ۱۷ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴ ۵/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد نہیں۔ مجھے تعلیمی وظیفہ مبلغ ۳۰/- روپے ماہوار جامعہ احمدیہ سے ملتا ہے میں اپنی ماہوار آمد کے جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ ماہ بماہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہونگا اور میری وفات کے وقت جو جائداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور کی جائے۔ العبد مظفر احمد منصور۔ دارالصدر شرقی ربوہ ۱ ۵/۶۶۔ گواہ شد محمد اللہ خان۔ گواہ شد محمد دین سیکرٹری وصایا محلہ دارالصدر شرقی ربوہ۔

**مثل نمبر ۱۸۳۲۲** میں رستم علی ولد خیر دین قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۵۰ سال پیدائشی احمدی ساکن کنری ڈاکخانہ کنری ضلع تھرپارکر سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت مبلغ ۶۵/- ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ العبد رستم علی ولد خیر دین شعبہ جننگ فیکٹری کنری ضلع تھرپارکر۔ گواہ شد محمد اکبر افضل ولد سراج الدین۔ گواہ شد عطاء اللہ ولد محمد بخش مرحوم سیکرٹری وصایا۔

**مثل نمبر ۱۸۳۲۶** میں محمد اسلم شاد ولد حاجی صالح محمد منگلا پیشہ طالب علم عمر ۲۱ سال بیعت ۱۹۵۰ء ساکن دار الرحمت شرقی ربوہ ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۱ ۵/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں مجھے بصورت جیب خرچ والدین سے مبلغ ۱۱ روپے ماہوار ملتے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ العبد محمد اسلم شاد ابن حاجی صالح محمد منگلا مکان نمبر 2-A محلہ دار الرحمت شرقی ربوہ۔ گواہ شد عزیز الرحمٰن ولد غلام احمد منگلا مربی سلسلہ احمدیہ۔ گواہ شد چوہدری محمد شریف سابق مبلغ۔

**مثل نمبر ۱۸۳۲۹** میں مرزا مجید احمد ولد مرزا فیروز الدین قوم مغل پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن کوارٹر نمبر 50-S/11 کوارٹرس کورنگی ڈاکخانہ کراچی نمبر ۳۱ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۳ ۵/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں ہے۔ میں ملازمت کرتا ہوں جسکے ذریعہ مجھے ماہوار تنخواہ مبلغ -/۵۶ روپے ملتی ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا۔ اگر اسکے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میری جسقدر جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد مرزا مجید احمد بقلم خود کراچی۔ گواہ شد محمد شفیع خان زعیم کراچی۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا کراچی۔

**مثل نمبر ۱۸۳۳۱** میں خالد محمود ولد شیخ مجید احمد صاحب قوم شیخ پیشہ طالب علم عمر ۱۸ ۱/۲ سال پیدائشی احمدی ساکن معرفت بنگال ٹیکسٹائل کارپوریشن تاج چیمبر کھوڑی گارڈن کراچی نمبر ۲ ضلع کراچی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۴ ۴/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میں طالب علم ہوں اور مجھے مبلغ -/۳۰ روپے بطور جیب خرچ ملتے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا۔ اگر اسکے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میری جسقدر جائداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد خالد محمود بنگال ٹیکسٹائل کارپوریشن کراچی۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا کراچی گواہ شد فضل الرحمٰن پریذیڈنٹ حلقہ لیاقت آباد کراچی۔

**مثل نمبر ۱۸۳۳۰** میں نسیمہ اختر زوجہ شیخ مجید احمد صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن معرفت بنگال ٹیکسٹائل کارپوریشن تاج چیمبر کھوڑی گارڈن کراچی نمبر ۲ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۴ ۴/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت حسب ذیل ہے (۱) میرا حق مہر بذمہ خاوند مبلغ ایک ہزار روپیہ ہے -/۱۰۰۰ (۲) میرا زیور تفصیل ذیل ہے (۱) ہار طلائی ایک عدد وزن ۱۲ تولہ (۲) گلوبند طلائی ایک عدد وزن ۵ تولہ (۳) چوڑیاں طلائی ۱۲ عدد وزن ۱۵ تولہ (۴) کانٹے طلائی ۲ جوڑی وزن ۴ تولہ (۵) لاکٹ ایک عدد وزن ایک تولہ کل وزن ۳۷ تولہ قیمت -/۶۲۵۰ روپے ہے۔ اسکے علاوہ میری اور کوئی جائداد نہیں ہے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد (حق مہر اور زیورات) کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر اسکے بعد میں کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اسوقت میری کوئی آمد نہیں ہے اگر کسی وقت کوئی آمد کا ذریعہ پیدا ہوجائے تو اسکی بھی ۱/۱۰ حصہ کی ادائیگی میرے ذمہ ہوگی نیز میری وفات پر میری جسقدر جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرما دی جائے۔ الامۃ نسیمہ اختر بقلم خود۔ گواہ شد فضل الرحمٰن پریذیڈنٹ حلقہ لیاقت آباد کراچی نمبر ۱۹ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا کراچی۔

**مثل نمبر ۱۸۳۳۲** میں محمودہ حسین زوجہ شیخ خادم حسین صاحب قوم کشمیری بٹ پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن ۱۵/۴۴ دستگیر کالونی کراچی نمبر ۱۹ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۹ ۴/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اسوقت حسب ذیل ہے (۱) میرا حق مہر مبلغ -/۴۰۰۰ روپے

جو خاوند کی طرف واجب الادا ہے (۲) میرا زیور بتفصیل ذیل ہے (۱) کانٹے طلائی ایک جوڑی وزن ۳/۴ تولہ (۲) بالیاں طلائی ایک جوڑی وزن ۱/۴ ۱ تولہ (۳) انگوٹھی طلائی ایک عدد وزن ۱/۲ تولہ (۴) لاکٹ طلائی ایک عدد وزن ۲ تولہ (۶) بندے طلائی ایک جوڑی وزن ۱/۲ تولہ جملہ وزن ۵ تولہ۔ قیمت مبلغ ۵۰۰/- روپیہ ہے۔ اسکے علاوہ میری اور کوئی جائداد نہیں۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اسکے بعد میں کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری اسوقت کوئی آمد نہیں ہے اگر کسی وقت کوئی ذریعہ آمد پیدا ہو جائے تو اسکی ۱/۱۰ حصہ کی ادائیگی میرے ذمہ ہوگی نیز میری وفات پر میری جسقدر جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ الامۃ محمودہ حسین بقلم خود۔ گواہ شد عبدالشکور اسلم نائب سیکرٹری وصایا مشرقی ڈویژن جماعت احمدیہ کراچی۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔

**مثل نمبر ۱۸۳۴۰** میں ماسٹر علم دین ابداری ولد محمد اسمٰعیل قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال بیعت ۳/۲۲ ۱۰ ساکن حضرت کیلیانوالہ ڈاکخانہ خاص ضلع گوجرانوالہ صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۴/۳/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرے والد صاحب حیات ہیں۔ میرا گزارہ ماہوار آمدن بصورت تنخواہ ۱۴۰/- روپے ہے اسکے علاوہ میری آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی اور میری وفات کے بعد جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ ماہوار آمدنی کی کمی بیشی کی صورت میں میں اطلاع دیتا رہونگا۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ میری یہ وصیت آج مورخہ ۱۴/۳/۶۶ سے ہی منظور فرمائی جائے۔ العبد علم دین ولد محمد اسمٰعیل سکنہ حضرت کیلیانوالہ تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ۔ گواہ شد غلام رسول [illegible]

سید محمد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ اکال گڑھ ضلع گوجرانوالہ۔ گواہ شد مولوی عنایت اللہ قادیانی مشنری سکنہ اکال گڑھ۔

**مثل نمبر ۱۸۳۴۱** میں مرزا سعید احمد ولد مرزا نذیر احمد قوم مغل برلاس پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال بیعت ۱۳ مارچ ۱۹۶۲ء ساکن گورڈہ ڈاکخانہ جنڈالہ ضلع جہلم صوبہ مغربی پاکستان حال بی۔ اے۔ ایف سرگودھا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۵ اپریل ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں۔ میرا گزارہ ماہوار آمدنی پر ہے جو اس وقت ۱۳۲ روپے ۳۷ پیسے ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ العبد مرزا سعید احمد۔ گواہ شد مرزا فضل الرحمٰن تحفہ خدمت۔ گواہ شد طفیل محمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ سرگودھا چھاؤنی۔

**مثل نمبر ۱۸۳۴۲** میں ڈاکٹر محمد زبیر لکھنوی ولد مولوی عابد حسین مرحوم قوم قریشی (صدیقی) پیشہ ڈاکٹری عمر ۶۲ سال بیعت ۱۹۱۳ء ساکن 32/B احسن [illegible] ڈاکخانہ کراچی نمبر ۳۳ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۵ جون ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ (۱) میرا ایک پلاٹ چھ سو مربع گز میونسپل کارپوریشن ایمپلائز ہاؤسنگ کراچی میں ہے جس کی قیمت اس وقت چار ہزار آٹھ سو روپیہ ہے (۴۸۰۰/-) یہ میری واحد ملکیت ہے (۲) میری ایک سکنی اراضی ایک کنال محلہ دارالنصر ربوہ میں ہے جسکی قیمت اسوقت دو ہزار روپے ہے (۲۰۰۰/-) یہ بھی میری واحد ملکیت ہے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد میں کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی (۳) میں ملازمت کرتا ہوں جسکے ذریعہ مجھے ماہوار تنخواہ مبلغ آٹھ سو تیس روپے ملتی ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا نیز میری وفات پر میری جسقدر جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ میری یہ وصیت [illegible] جولائی ۱۹۶۶ء

نافذ فرمائی جائے ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد ڈاکٹر محمد زبیر لکھنوی۔ گواہ شد محمد شفیع خان زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ کراچی۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔

**مثل نمبر ۱۸۳۴۶** میں سید عبد المالک ولد سید عبد الکریم قوم سید پیشہ طالبعلم عمر ۱۹½ سال پیدائشی احمدی ساکن ۵۲/۳۸۰ مسعود آباد ڈاکخانہ کراچی نمبر ۲۷ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۷ مئی ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں ہے میں تعلیم حاصل کرتا ہوں مجھے میرے والد صاحب سے مبلغ ۱۰/- روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا اگر اسکے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میری جسقدر جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد سید عبد المالک۔ گواہ شد سید عبد الکریم پریذیڈنٹ حلقہ ملیر جماعت احمدیہ کراچی۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔

**مثل نمبر ۱۸۳۴۷** میں نصیر احمد ولد جی ایم نذیر احمد قوم شیخ پیشہ طالبعلمی پیدائشی احمدی ساکن ۷ سپاری والا بلڈنگ آرٹلری میدان نمبر ۱ ڈاکخانہ کراچی ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۵ جون ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں ہے میں طالبعلم ہوں مجھے میرے والد صاحب کی طرف سے مبلغ پچیس روپے ۲۵/- ماہوار جیب خرچ ملتا ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا اگر اسکے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میری جس قدر جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد نصیر احمد بقلم خود۔ گواہ شد چوہدری عبد العزیز سیکرٹری مال حلقہ جنوبی جماعت احمدیہ کراچی۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔

**مثل نمبر ۱۸۳۴۸** میں جی ایم نذیر احمد ولد عبد الغنی مرحوم قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ۴۹ سال پیدائشی احمدی۔ ۷ سپاری والا بلڈنگ آرٹلری میدان نمبر ۱ ڈاکخانہ کراچی نمبر ۱ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۵ جون ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت حسب ذیل ہے (۱) میرا مکان نمبر ۷ سپاری والا بلڈنگ آرٹلری میدان نمبر ۱ کراچی میں ہے اسوقت اسکی قیمت اندازاً مبلغ بیس ہزار روپیہ ۲۰۰۰۰/- ہے۔ یہ میری واحد ملکیت ہے اسمیں میں خود فیملی سمیت رہتا ہوں۔ اسکے علاوہ میری اور کوئی جائداد نہیں ہے لہٰذا میں مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد میں کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی (۲) میں تجارت کرتا ہوں جسکے ذریعہ مجھے ماہوار آمد مبلغ چار صد (۴۰۰/-) روپے ہوتی ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا۔ نیز میری وفات پر میری جسقدر جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد جی۔ ایم۔ نذیر احمد بقلم خود۔ گواہ شد چوہدری عبد العزیز سیکرٹری مال حلقہ جنوبی جماعت احمدیہ کراچی۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔

**مثل نمبر ۱۸۳۵۲** میں ملک اللہ بخش ولد ملک احمد خان صاحب قوم کھوکھر پیشہ ملازمت عمر ۳۲ سال بیعت ۶۱/x ۲۶ ساکن چک ۱۶۸/۱۴۱ منگلا شمالی حال دار الرحمت شرقی ربوہ ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم جون ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۴۲/- روپے ماہوار ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ العبد ملک اللہ بخش دار الرحمت شرقی الف ربوہ معرفت دفتر وکالت دیوان ربوہ۔ گواہ شد چوہدری محمد شریف سابق مبلغ بلاد عربیہ سیکرٹری تعلیم محلہ دار الرحمت شرقی ربوہ۔ گواہ شد محمد صدیق ایم اے کدر بلاد۔

**مسل نمبر ۱۸۳۵۶** میں عبداللطیف انیس ولد میاں عبدالکریم قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۴۳ سال پیدائشی احمدی ساکن دارالنصر ربوہ ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۵ ۱/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری ماہوار آمد اسوقت مبلغ -/۱۹۰ روپے ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ کمی بیشی کے مطابق داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری اسوقت کوئی جائداد نہیں ہے اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ العبد عبداللطیف انیس دارالنصر ربوہ ضلع جھنگ حال لکڑ وال ضلع میانوالی۔ گواہ شد عبدالقدیر مدرس ٹی۔ آئی۔ ہائی سکول ربوہ ۲۸ ۱/۶۲ گواہ شد محمد ابراہیم صدر محلہ دارالنصر غربی ربوہ۔

**مسل نمبر ۱۸۳۶۰** میں سید محمد اسحٰق عارف ولد سید عنایت علی شاہ قوم سید ترمذی پیشہ ملازمت عمر ۴۵ سال بیعت ۱۹۳۱ء ساکن راولپنڈی ڈاکخانہ خاص ضلع راولپنڈی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۳ ۵/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۳۰۱ روپے ماہوار ہے جسکا نصف پنشن ہے جو ہر تیسرے ماہ ملتی ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے منظور فرمائی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد محمد اسحٰق عارف بقلم خود معرفت مسجد نور راولپنڈی۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد قاضی محمد نذیر ولد محمد حنیف مرحوم آریہ محلہ راولپنڈی۔

**مسل نمبر ۱۸۳۶۱** میں مسماۃ شمشاد اختر زوجہ چوہدری محمد اشرف صاحب قوم آرائیں پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن راولپنڈی ڈاکخانہ خاص صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۵ ۶/۲۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اسوقت حسب ذیل ہے (۱) چوڑیاں طلائی ۲ تولہ ۴ ماشہ (۲) انگوٹھی طلائی چھ ماشہ (۳) کانٹے طلائی ۱ تولہ (۴) گلوبند طلائی تین تولہ کل سات تولہ دس ماشہ مالیتی ایک ہزار بتیس روپے -/۱۰۳۲ (۵) حق مہر بذمہ خاوند ایک ہزار پانچصد روپیہ -/۱۵۰۰ میں اپنی جائداد بالا کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اسکے علاوہ میری اور کوئی جائداد نہیں ہے میں اپنی زندگی میں بعد جائداد پیدا کروں اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی نیز میرے مرنے پر میرا جو ترکہ ثابت ہوگا اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اللّٰھم تقبل منا الامۃ شمشاد اختر ۱۰ ۶/۲۵ گواہ شد چوہدری محمد اشرف خاوند موصیہ موضع گھٹیالیاں ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ حال ڈیفنس معرفت سی ایم ایچ راولپنڈی۔ گواہ شد نصیر احمد ناصر مربی اصلاح وارشاد ربوہ ۱۰ ۶/۲۵۔

**مسل نمبر ۱۸۳۶۲** میں عبدالعزیز ولد سراج دین قوم کھوکھر پیشہ بیکار عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۱۹ء ساکن راولپنڈی ڈاکخانہ خاص ضلع خاص صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰ ۶/۲۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد اسوقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے اسکے علاوہ میری کوئی آمد نہیں (۱) زرعی زمین ڈھائی گھماں واقع کوٹ کرڑا ضلع سیالکوٹ موجودہ مالیت تین ہزار ساڑھے سات سو روپے (۲) ایک مکان خام واقع کوٹ کرڑہ موجودہ قیمت ۴ ۱/۲ سو روپے میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے منظور فرمائی جائے ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد عبدالعزیز معرفت عبدالکریم دکاندار K/۹۷ ظفر الحق روڈ کریانہ سٹور راولپنڈی گواہ شد چوہدری عبدالکریم ظفر الحق روڈ کریانہ سٹور۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور۔

**مسل نمبر ۱۸۳۶۵** میں یوسف رحیم ولد عبدالرحیم ولد عبدالرحیم یونس قوم کچھی میمن پیشہ طالب علم عمر ۱۸ سال بیعت ۱۷ ۱۱/۶۲ ساکن کپاس گودام روڈ ڈاکخانہ چوکبازار ضلع چٹاگانگ صوبہ مشرقی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲ مارچ ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری غیر منقولہ ومنقولہ جائداد نہیں۔ مجھے والد صاحب کی طرف سے مبلغ دس روپے بطور جیب خرچ ملتا ہے میں اسکے دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں میں اسوقت دسویں جماعت میں پڑھتا ہوں انشاء اللہ تعلیم مکمل کرنے کے بعد فوراً ملازم ہو جاؤنگا یا تجارت کرونگا اور اپنی ماہانہ تنخواہ یا آمد کا دسواں حصہ بطور حصہ آمد وضع کرنا شروع کر دونگا اور جسقدر ماہوار آمدنی ہوگی اسکا دسواں حصہ بھی بطور چندہ ادا کیا کرونگا میری وفات کے بعد میری جسقدر جائداد ثابت ہوگی منقولہ یا غیر منقولہ اسکے دسویں حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے اور میں کمی بیشی کی اطلاع دیتا رہونگا۔ العبد یوسف رحیم مکان ۱۰۹ کپاس گودام روڈ چٹاگانگ مشرقی پاکستان۔ گواہ شد محمد افضل کاشمیری وصیت ۲۰۰۵۵ سیکرٹری الوصیت جماعت احمدیہ چٹاگانگ۔ گواہ شد غلام احمد خان پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چٹاگانگ

مثل نمبر ۱۸۳۶۷ میں شجر احمد فاروقی ولد حکیم ظفر احمد قوم شیخ فاروقی پیشہ
طالبعلم عمر ۱۸ سال ۱۱ ماہ پیدائشی احمدی ساکن کوئٹہ ڈاکخانہ کوئٹہ صوبہ مغربی پاکستان
بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ اپریل ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں
میری جائداد اسوقت کوئی نہیں۔ میرا گزارہ اس ماہوار جیب خرچ پر ہے جو مجھے اپنے والد
صاحب کی طرف سے ملتا ہے جو اسوقت دس روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا
جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد
اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت
حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک
صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت آج کی تاریخ سے جاری خیال فرمائی
جائے۔ العبد شجر احمد فاروقی زعیم خدام الاحمدیہ حلقہ گوالمنڈی کوئٹہ۔ گواہ شد حکیم
ظفر احمد ولد طبیب عبد الحکیم صاحب والد موصی۔ گواہ شد عبد الوحید خان موصی ۱۱۹۷۴
پسر ڈاکٹر عبد المجید خان صاحب اسلام آباد۔

مثل نمبر ۱۸۳۷۰ میں عبد الرحمٰن ولد چوہدری عبد الحمید صاحب قوم جٹ وڑائچ
پیشہ وکالت عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن گوجرانوالہ ڈاکخانہ خاص ضلع گوجرانوالہ
مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷ مئی ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت
کرتا ہوں۔ اسوقت میری کوئی جائداد نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ تقریباً مبلغ
سات سو روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن
احمدیہ ربوہ میں داخل کراتا رہونگا۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع
مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر جسقدر
جائداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ العبد عبد الرحمٰن ایڈووکیٹ
گوجرانوالہ۔ گواہ شد محمد شفیع کلرک ڈی سی آفس گوجرانوالہ۔ گواہ شد بشیر محمد ولد
چوہدری کرم الٰہی صاحب ہیڈ کلرک ڈسٹرکٹ کونسل گوجرانوالہ۔

مثل نمبر ۱۸۳۷۳ میں داؤد احمد عزم ولد چوہدری محمد مالک قوم جٹ
چندھڑ پیشہ طالبعلمی عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن گوجرانوالہ ڈاکخانہ خاص
ضلع گوجرانوالہ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ
۸ مئی ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد منقولہ و غیر منقولہ
نہیں ہے کیونکہ میرے والدین بفضل خدا حیات ہیں۔ میری وفات پر جسقدر میرا ترکہ ثابت
ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ مجھے والد صاحب
کی طرف سے ملبلغ بیس روپیہ ماہوار بطور جیب خرچ ملتے ہیں اس کا ۱/۱۰ حصہ ہر ماہ ادا کرتا رہونگا
اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے تو اسپر بھی یہ وصیت
حاوی ہوگی۔ میری وصیت آج مورخہ ۸-۵ سے منظور فرمائی جائے۔ العبد داؤد احمد A-132
سٹیلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ۔ گواہ شد محمد مالک والد موصی وصیت ۵۷۰۰۔ گواہ شد
چوہدری خورشید احمد نائب امیر گوجرانوالہ۔

مثل نمبر ۱۸۳۷۴ میں عبد الغفور نسیم ولد عبد الرشید انور قوم راجپوت پیشہ ملازمت
عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن بدوملہی ضلع سیالکوٹ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و
حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم جون ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری
جائداد اسوقت کوئی نہیں ہے میرے والد صاحب بحیات ہیں۔ اسوقت ملازمت کرتا
ہوں جسکے ذریعہ مجھے ۱۱۲/- روپے ملتے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی
۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں جمع کراتا رہونگا۔ اگر اسکے بعد میں
کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ
وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر جس قدر جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی
مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہیں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل
کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ میری
یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد (دستخط) مولوی عبد الغفور نسیم
پاور ہاؤس بدوملہی ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد عبد الواسع فاروقی ایم ای ایس۔ ڈی۔
آر ڈیفنس ڈپو کوئٹہ۔ گواہ شد سید قاسم علی شاہ بخاری ولد سید وزیر علی شاہ بخاری
ڈویژنل ہیڈ آفس پی۔ ڈبلیو۔ آر۔ کوئٹہ۔

مثل نمبر ۱۸۳۷۷ میں حکیم مرزا عبد الرحمٰن ولد مرزا حسّاب بیگ قوم مغل پیشہ
حکمت عمر ۵۶ سال پیدائشی احمدی ساکن کندھ کوٹ ڈاکخانہ خاص ضلع جیکب آباد
صوبہ سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم اگست ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت
کرتا ہوں۔ میری غیر منقولہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) ایک مکان واقع محلہ دار الیمن
ربوہ ۲۳/۱۲ مالیتی ۸۰۰۰/- روپے (۲) ایک مکان واقع کندھ کوٹ ضلع جیکب آباد
مالیتی ۵۰۰۰/- روپے (۳) ایک دکان واقع کندھ کوٹ ضلع جیکب آباد مالیتی ۲۰۰۰/-
روپے۔ اسکے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں ہے۔ نیز میرا گزارہ میری ماہوار آمد پر ہے جو
تقریباً ڈیڑھ سو روپے (۱۵۰/-) اوسطاً ہے میں اپنی جملہ جائداد مالیتی پندرہ ہزار
روپے اور ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں۔
ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ اسکے علاوہ بھی اگر میرے مرنے پر کوئی
جائداد ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت حاوی ہو۔ میری یہ وصیت یکم اگست ۱۹۶۶ء
سے ہی منظور فرمائی جائے۔ العبد حکیم مرزا عبد الرحمٰن۔ گواہ شد ظہور الدین دار الیمن
ربوہ۔ گواہ شد محمد الدین سیکرٹری وصایا دار الصدر شرقی ربوہ۔

مثل نمبر ۱۸۳۷۹ میں ملک شلی محمد ولد ملک غلام قادر صاحب قوم ککے زئی پیشہ
زمیندار عمر ۶۰ سال بیعت ۱۹۱۶ء ساکن کھارا متصل قادیان حال سکنہ حیدر آباد

تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۹ مارچ ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد غیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ زمین چاہی ۶ گھماؤں اندازاً قیمت ۹ ہزار۔ ایک مکان اندازاً -/۲۰۱۶ روپے۔ کل جائداد گیارہ ہزار سولہ روپے۔ میں وصیت ۱/۱۰ حصہ کے مطابق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے نام کرتا ہوں۔ میرے تمام ورثاء میری اس وصیت کے پابند ہونگے نیز میری وصیت کو تاریخ تحریر سے جاری سمجھا جائے۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع ادارہ مقبرہ بہشتی کو دونگا۔ نیز میری زمین سے سالانہ جتنی من گندم کی آمد ہے اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ العبد ملک ولی محمد ولد غلام قادر ککے زئی جاکے چیمہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد ملک فیض محمد ولد ملک ولی محمد جاکے چیمہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد عطاء محمد پریذیڈنٹ جاکے چیمہ تحصیل ڈسکہ۔

**مثل نمبر ۱۸۳۸۰** میں محمود احمد ولد غلام حیدر قوم چندیل پیشہ ٹیوشن پڑھانا عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن بدوملہی ڈاکخانہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۷/۵/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت جائداد کوئی نہیں لیکن -/۸۰ روپے ماہوار ٹیوشن پڑھا کر حاصل کرتا ہوں میں اپنی اس آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میں کوئی مزید جائداد پیدا کروں تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ اسی طرح میرے مرنے کے بعد میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد محمود احمد۔ گواہ شد نور الدین عفی عنہ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد خواجہ غلام مصطفےٰ سیکرٹری مال جماعت احمدیہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ۔

**مثل نمبر ۱۸۳۸۱** میں احمد علی خان ولد نعمت خان قوم راجپوت پیشہ کاشتکاری عمر ۵۸ سال بیعت دسمبر ۱۹۳۵ء ساکن چک 4/T.D.A ضلع سرگودہا صوبہ مغربی پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۹ مئی ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائداد ہے۔ میری غیر منقولہ جائداد اسوقت کوئی نہیں ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے پندرہ ایکڑ اراضی آبادکاری شرائط پر ملی ہوئی ہے جسکی قیمت اقساط کے ذریعہ ادا کی جارہی ہے جس وقت کل رقم پوری ہوجائیگی تو میرے نام ملکیت ہوگی۔ فی الحال مذکورہ بالا پندرہ ایکڑ کی پیداوار کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ پندرہ سو روپیہ صدر انجمن احمدیہ ضلع جھنگ امانت ہوئے۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ نیز اسکے علاوہ میرے مرنے کے بعد جو جائداد باقی ہوگی اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد احمد علی بقلم خود چک 4 ٹی۔ڈی۔اے ضلع سرگودہا۔ گواہ شد علی محمد موصی ۱۲۲۳۵ چک 4 ٹی۔ڈی۔اے سرگودہا ۹/۵/۶۲ گواہ شد عطاء اللہ خان چک 4 ٹی۔ڈی۔اے ضلع سرگودہا

**مثل نمبر ۱۸۳۸۳** میں ملک خالد احمد خان ولد ملک عبدالغنی صاحب مرحوم قوم ککے زئی پیشہ ملازمت عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن گنج مغلپورہ ضلع لاہور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۵/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں صرف میرے پاس -/۴۵۰۰ (ساڑھے چار ہزار روپے) نقد موجود ہیں جو کہ میرے والد صاحب مرحوم کی جائداد کے فروخت ہونے پر مجھے میرا حصہ شرعی ملا ہے۔ میں اس رقم کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں اور اپنی زندگی میں ہی حصہ وصیت ادا کرنیکی کوشش کرونگا۔ اسکے بعد جو جائداد پیدا کروں اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری موت پر میری جو بھی جائداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ -/۸۰ روپے ہے میں اپنی اس ماہوار آمد کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں اسکے علاوہ اگر آمد کا کوئی اور ذریعہ پیدا ہوجائے تو اسکی اطلاع دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت جو کہ میری زندگی کی آخری وصیت ہے ہر حالت میں قائم رہیگی اور تاریخ تحریر ۱/۵/۶۲ سے نافذ ہوگی۔ العبد ملک خالد احمد خان ولد ملک عبدالغنی صاحب مرحوم مکان ۱۴ گلی ۱۵ گنج مغلپورہ لاہور۔ گواہ شد احقر غلام رسول صدر جماعت احمدیہ مغلپورہ لاہور۔ گواہ شد ملک منور احمد جاوید وصیت ۱۵۵۰۰ سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ گنج مغلپورہ لاہور ۱/۵/۶۲۔

**مثل نمبر ۱۸۳۸۴** میں جمیل احمد جاوید ولد قاضی شریف احمد صاحب قوم آرائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن چاہ بوہڑ والا ڈاکخانہ ملتان ضلع ملتان صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲/۴/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اسوقت منقولہ یا غیر منقولہ جائداد کوئی نہیں ہے میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت مبلغ -/۹۰ روپے ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمدنی کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت آج سے منظور فرمائی جائے۔ العبد جمیل احمد جاوید بقلم خود مکان ۳۲ محلہ چاہ بوہڑ والا ملتان [illegible]

محمد انور ہاشمی قائد مجلس خدام الاحمدیہ ملتان سیکرٹری انسپکٹر ڈکنزو ڈیمنٹ بورڈ ملتان چھاؤنی۔ گواہ شد عبد الرؤف سیکرٹری وصایا ضلع ملتان۔

**مثل نمبر ۱۸۳۸۵** میں محمد عبد اللہ ولد اللہ دتہ صاحب قوم گوجر پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن بشیر آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ خاص ضلع حیدر آباد صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ ۵/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) غیر منقولہ جائداد نو ایکڑ زمین واقع بشیر آباد اسٹیٹ ہے جس میں ہم پانچ بھائی اور دو بہنیں حصہ دار ہیں۔ یہ زمین ابھی قابل تقسیم ہے۔ تقسیم کے بعد جو زمین میرے حصہ میں آئیگی اسکی اطلاع دیدونگا (۲) بھینس راس ایک مالیتی -/۵۰۰ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اسکے بعد اگر کوئی جائداد پیدا کروں یا بوقت وفات میرا جو ترکہ ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ایکسو پچاسی روپیہ -/۱۸۵ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ میری وصیت آج سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد محمد عبد اللہ خان۔ گواہ شد محمد صادق موصی نمبر ۱۰۸۲۹ ضلع حیدر آباد اکاؤنٹنٹ بشیر آباد اسٹیٹ۔ گواہ شد اللہ رکھا موصی نمبر ۷۷۱۴ بشیر آباد اسٹیٹ۔

**مثل نمبر ۱۸۳۹۳** میں نذیر احمد ولد ڈاکٹر نذیر احمد قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن ننکانہ صاحب ڈاکخانہ خاص ضلع شیخوپورہ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ ۳/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت مبلغ -/۱۸۲ روپے ماہوار ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت آج کی تاریخ سے منظور فرمائی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد نصیر احمد معرفت ڈاکٹر نذیر احمد وارڈ نمبر ۲ بھگوئل بلڈنگ ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد اللہ داد خان سیکرٹری مال جماعت احمدیہ ننکانہ صاحب۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا ننکانہ صاحب

**مثل نمبر ۱۸۳۹۴** میں فضل احمد وقف ولد ایم غلام محمد صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن ننکانہ صاحب ڈاکخانہ خاص ضلع شیخوپورہ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲ ۳/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت -/۱۵۰ روپے ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت آج کی تاریخ سے منظور فرمائی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد فضل احمد وقف ولد ایم غلام محمد کوچہ احمدیہ ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد اللہ داد خان سیکرٹری مال جماعت احمدیہ ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا ننکانہ صاحب ۲۴ ۳/۶۲۔

**مثل نمبر ۱۸۳۹۵** میں ماسٹر رشید احمد قمر ولد ماسٹر غلام محمد صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت مدرس عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن کوچہ احمدیہ ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ ۳/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں ہے میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت مبلغ یکصد تیس روپے ماہوار ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری وصیت آج کی تاریخ سے منظور فرمائی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم العبد رشید احمد ولد غلام محمد حسن کوچہ احمدیہ ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد اللہ داد خان سیکرٹری مال ننکانہ صاحب گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا ننکانہ صاحب ۲۵ ۳/۶۲۔

**مثل نمبر ۱۸۳۹۶** میں ماسٹر غلام محمد ولد اللہ بخش قوم راجپوت پیشہ منشی وکیل عمر ۶۷ سال پیدائشی احمدی ساکن ننکانہ صاحب ڈاکخانہ خاص ضلع شیخوپورہ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ ۳/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میں بطور منشی وکیل کے کام کرتا ہوں مجھے اسوقت پچاس روپے تنخواہ ملتی ہے میں اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت آج کی تاریخ سے منظور فرمائی جائے۔

العبد۔ ماسٹر غلام محمد پسر چوہدری اللہ بخش راجپوت کوچہ احمدیہ ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ ۲۴ ۳/۶۲۔

گواہ شد فضل احمد بقلم خود ولد ماسٹر غلام محمد کوچہ احمدیہ ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ۔

گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا ۲۴ ۳/۶۲

# قادیان کے جلسہ سالانہ کی ایک یاد

اس سال ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۶۶ء کو قادیان میں جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ ہورہا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد بھی جماعت احمدیہ کی مرکزی انجمن اور مبلغین اسلام کا ایک حصہ بھارت کے اکناف میں سرفروشی سے تبلیغ اسلام کر رہا ہے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بھارت کے مختلف اطراف سے احمدی لوگ اپنے دائمی مرکز قادیان میں جمع ہوکر تبلیغ اسلام کا آئندہ سال کا پروگرام بناتے ہیں۔ روح پرور تقاریر ہوتی ہیں۔ پاکستان سے بھی ایک مقررہ تعداد جلسہ میں شمولیت کرتی ہے۔ ۱۹۶۵ء کے جلسہ کے لئے حکومت کی طرف سے اجازت نہیں ملی تھی۔ امید ہے کہ اس سال (۱۹۶۶ء) قافلہ جائیگا انشاءاللہ۔

ذیل کا گروپ فوٹو امیر جماعت احمدیہ قادیان حضرت مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل کی معیت میں دو سال قبل لیا گیا تھا۔ اس میں زیادہ تر وہ احباب شامل ہیں جن کا بھارت کے صوبہ کیرالہ (مالابار) سے تعلق ہے۔ حضرت امیر صاحب کے بائیں جانب محترم مولانا محمد عبداللہ صاحب فاضل مالاباری ہیں اور دائیں جانب خاکسار ابوالعطاء ہے ہمارے پیچھے کھڑے ہونے والے پانچ بزرگ مولانا غلام باری صاحب سیف، مکرم محمد صدیق صاحب آف مالابار، مولانا محمد شریف صاحب امینی، مولانا ابوالوفاء صاحب مالاباری اور مولانا بشیر احمد صاحب فاضل ہیں۔

# تردید عیسائیت

کے سلسلہ میں ان کتب کا مطالعہ آپ کے لئے بے حد مفید ثابت ہوگا

## ● مباحثۂ مصر　　　قیمت ۲.۰۰

(عیسائیت کے بنیادی عقائد پر جناب مولانا ابوالعطاء صاحب مبشر اسلامی اور مشہور عیسائی پادری ڈاکٹر فیبس کے مابین فیصلہ کن مباحثہ)

## ● تحریری مناظرہ　　　قیمت ۰.۵۰

(الوہیت مسیح کے بارہ میں جناب مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل اور مشہور عیسائی پادری عبدالحق صاحب کے درمیان تحریری مناظرہ۔ جس میں دو دو پرچے لکھے جانے کے بعد پادری صاحب نے مزید لکھنے سے انکار کر دیا)

## ● الفرقان کا عیسائیت نمبر　　　قیمت ۰.۲۵

(عیسائیت کے مختلف عقائد پر اہم قلم حضرات کے تحقیقی مقالات کا نادر مجموعہ)

## ● مباحثہ مصر کا انگریزی ترجمہ　　　قیمت ۱.۲۵

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جملہ کتب ہمارے مکتبہ سے مل سکتی ہیں۔

فہرست کتب مفت طلب فرمائیں

## مکتبہ الفرقان۔ ربوہ


نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا